کوئی لمحہ خواب نہیں ہوتا

از

عمیرہ احمد



کوئی لمحہ خواب نہیں ہوتا

''میں وہاں دوبارہ کبھی نہیں جاؤں گی کبھی نہیں۔'' اسے یاد آیا تھا۔ ڈیڑھ سال پہلے اس گھر سے جانے کے بعد اس نے خود سے وعدہ کیا تھا اور اب اس نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔ گاڑی گیٹ کے اندر داخل ہوگئی تھی۔

''تو تمہیں آخرکار یاد آ ہی گئی ہے ہماری۔ دو فون کیے تھے اور تم پھر بھی تب آئی جب پاپا لینے گئے ہیں۔''

فری نے اسے دیکھتے ہی گلے لگا لیا تھا اور پھر شکوے شروع کر دیے تھے۔ وہ بالکل ویسی ہی تھی۔ کندھے پر جھولتے ہوئے سیاہ سلکی بال اب قدرے لمبے ہوگئے تھے۔

موی دھیرے سے مسکرائی تھی۔ فری اب اس کی بہنوں اور امی سے ملنے لگی تھی مایوں کے کپڑوں میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اسے ساتھ لے کر وہ اوپر اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔ کمرہ اس کی دوستوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے موی کا تعارف کروایا تھا۔ تھوڑی دیر بعد شین بھی آ گئی تھی وہ بھی اس سے گلے ملی تھی۔ فری کی دوستیں ڈھولک بجانے کی تیاری کر رہی تھیں۔ وہ بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ گھر میں مہمانوں کی چہل پہل بڑھتی جا رہی تھی۔ شام سات بجے نیچے ہال میں آ گئے تھے۔ ڈھولک بجنی شروع ہوگئی تھی۔ وہ کافی دیر تک تالیاں بجاتی رہی پھر وہ تھک گئی تھی تو اٹھ کر باہر لان میں آ گئی۔ لان میں موجود لائٹس آن تھیں کچھ لوگ وہاں بھی موجود تھے مگر وہاں اندر جیسا شور نہیں تھا۔ اسے سکون محسوس ہوا تھا۔

ڈیڑھ سال پہلے جب اس نے یہاں ایک سال گزارا تھا تب بھی وہ اس طرح اکثر لان میں آ کر بیٹھا کرتی تھی خاموشی میں تنہائی میں، ہر چیز پہلے ہی کی طرح تھی۔ وہاں کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔ لان میں موجود پھولوں اور پودوں کی تعداد میں کچھ اضافہ ہوگیا تھا اور درخت پہلے سے کچھ بڑے ہوگئے تھے۔ ہاں اور بیلیں بھی تو زیادہ پھیل گئی ہیں اس نے عمارت کے اوپر چڑھتی ہوئی بیلوں کو دیکھتے ہوئے سوچا تھا۔ پھر اس نے دائیں جانب والی عمارت پر نظر دوڑائی اور بہت دیر تک وہ اسے دیکھتی رہی تھی۔ ہاں یہ بھی ویسی ہی ہے جیسی ہمیشہ نظر آتی تھی۔ اس عمارت میں بھی لائٹس آن تھیں اور چہل پہل نظر آ رہی تھی۔

''واقعی سب کچھ ویسا ہی تو ہے، بدلا کیا ہے اور میں کس چیز کو بدلا ہوا دیکھنا چاہتی تھی۔''

وہ ایک نسبتاً تاریک کونے میں آ کر بیٹھ گئی۔ یہاں سے جانے کے بعد پچھلے ڈیڑھ سال میں اس نے دن میں کئی بار اس جگہ کو یاد کیا تھا۔ اس جگہ کا ایک نقش بھی اس کے ذہن سے محو نہیں ہوا تھا۔ وہ ابھی بھی آنکھیں بند کر کے بتا سکتی تھی کہ کس جگہ پر کون سی چیز موجود ہے۔

فری نے تین ہفتے پہلے فون کر کے اسے اپنی شادی کی تاریخ طے ہونے کی اطلاع دینے کے ساتھ آنے کی دعوت دی تھی۔ اس کے چند دنوں بعد اس نے ایک بار پھر فون کیا تھا۔ مگر وہ پھر بہانہ بنا کر ٹال گئی تھی مگر صبح تایا کے جانے کے بعد اس کے پاس کوئی بہانہ نہیں رہا تھا۔ وہ آنا نہیں

چاہتی تھی مگر امی اور باقی بہنیں آنے کے لیے تیار ہو گئی تھیں اور پھر وہ کسی صورت گھر پر نہیں رہ سکتی تھی۔ وہ لوگ تایا کے ساتھ ہی آ گئے تھے اور اب وہ یہاں بیٹھی ہوئی تھی اپنے اس عہد کے باوجود۔

رات دیر تک سب لوگ ڈھولک بجاتے رہے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ سارے مہمان رخصت ہو گئے وہ بھی اوپر آ کر سو گئی تھی۔ صبح اس کی آنکھ دیر سے کھلی تھی۔ وہ منہ ہاتھ دھو کر نیچے آ گئی تھی۔ لاؤنج میں نبیلہ آنٹی بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ انہیں دیکھ کر ٹھٹک گئی تھی۔ وہ امی اور تائی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھیں۔ وہ واپس اوپر بھاگ جانا چاہتی تھی۔ مگر انہوں نے اسے دیکھ لیا تھا۔

''آؤ موی! کیسی ہو؟ میں ابھی تمہاری امی سے تمہارا ہی پوچھ رہی تھی۔'' ان کے لہجے میں وہی نرمی تھی۔

وہ ان کے پاس چلی آئی۔ انہوں نے اسے گلے لگا کر اس کا ماتھا چوما تھا۔ وہ ان کے پاس بیٹھی ہوئی تھی جب فراز اندر آیا تھا۔

''ولید کا کیا بنا، اسے سیٹ مل گئی؟'' اس نے آتے ہی نبیلہ آنٹی سے پوچھا تھا۔

موی کا دل یک دم جیسے ٹھہر گیا۔ ''نہیں سیٹ کہاں ملی ہے کہہ رہا ہے اب پرسوں آؤں گا۔ صبح فون آیا تھا اچھی بھلی اس نے بکنگ کروائی ہوئی تھی ایک ہفتے پہلے کی فلائٹ میں، مگر تمہارے ماموں نے کسی کلائنٹ سے ملنے کے لیے کینیڈا بھجوا دیا ورنہ وہ کئی دن پہلے آ جاتا۔ اب میں تو دعا کر رہی ہوں کہ کم از کم پرسوں والی فلائٹ کو کچھ نہ ہو۔'' انہوں نے فراز سے کہا تھا۔

''تو وہ یہاں نہیں ہے، اچھا ہے وہ نہ ہی آئے، اس کی فلائٹ مس ہو جائے یا اس کی سیٹ کینسل ہو جائے۔ کاش میرا دوبارہ اس سے سامنا نہ ہو۔'' اس کے دل میں شدت سے خواہش ابھری تھی، وہ وہاں سے اٹھ گئی۔

وہ دو دن اس نے بڑے سکون سے گزارے۔ اس کا سامنا کرنے کا خوف اس کے دل سے ختم ہو گیا تھا۔ تیسرے دن صبح نو بجے وہ ناشتہ کرنے کے بعد کچن سے چائے کا کپ لے کر نکل رہی تھی۔ جب لاؤنج میں سے آنے والی ایک آواز نے اس کے قدموں کو روک دیا تھا۔ وہ کچن کے دروازے سے واپس کچن میں آ گئی تھی۔

''فلائٹ کچھ لیٹ ہو گئی تھی۔ اس لیے سات بجے یہاں پہنچا۔ ناشتہ کرنے کے بعد سویا نہیں، سیدھا یہیں آیا ہوں۔''

پورے ڈیڑھ سال بعد اس نے وہ آواز سنی تھی اور اس نے پہچاننے میں کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ وہ اب قدرے آہستہ آواز میں ٹھہر ٹھہر کر بات کر رہا تھا۔ پہلے کی طرح بلند اور تیز تیز نہیں بول رہا تھا۔ اس نے چائے کا مگ ٹیبل پر رکھ دیا مگ سے اٹھتی ہوئی بھاپ کو اس نے ہاتھ سے محسوس کرنے کی کوشش کی تھی۔ لاؤنج میں سے آنے والی آوازیں اب کم ہو گئی تھیں شاید وہ اوپر گیا تھا۔ فری اور ثمین سے ملنے وہ کرسی کھینچ کر خاموشی سے بیٹھ گئی مہندی والی شام فری اور ثمین کی دوستوں اور کزنز کے ساتھ وہ بھی مہندی کی پلیٹ ہاتھ میں لیے نبیلہ آنٹی کے گھر داخل ہو رہی تھی۔ جب پورچ میں عثمان اور کچھ دوسرے لڑکوں کے ساتھ سفید شلوار قمیص میں ملبوس ولید کو اس نے دیکھا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے عثمان سے باتیں کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ ان لوگوں پر نظر دوڑا رہا تھا۔ اس نے ابھی اسے نہیں دیکھا تھا، وہ باقی لڑکیوں سے پیچھے تھی جو اس بوکھلاہٹ کے عالم میں اس نے ادھر ادھر دیکھا۔

''تم کچھ دیر کے لیے میری پلیٹ پکڑو، میں ابھی آتی ہوں۔''

اس نے اپنے ساتھ چلتی ہوئی ایک لڑکی سے کہا اور پھر واپس چلی گئی۔ واپس فری کے گھر آ کر وہ لان میں گئی اور دونوں گھروں کے درمیان باؤنڈری وال میں موجود چھوٹے سے لکڑی کے دروازے کا ہک اتار کر وہ نبیلہ آنٹی کے لان میں داخل ہوگئی۔ سامنے جانے کے بجائے وہ گھر کی عقبی سمت گئی اور پھر کچن کا عقبی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئی تھی۔ کچن میں چند ملازم موجود تھے انہوں نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا۔ مگر کچھ کہا نہیں تھا۔ وہ وہاں سے نکل کر ہال کی طرف آ گئی تھی۔ ہال سے ڈھولک اور گانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اس نے ہال میں داخل ہونے سے پہلے دروازے میں رک کر ایک نظر اندر ڈالی تھی۔ ہال میں موجود لڑکوں میں وہ نہیں تھا۔ وہ اطمینان کی سانس لے کر اندر داخل ہوگئی۔ ثمین نے اسے دیکھتے ہی اشارہ کیا تھا۔ وہ اس کے پاس چلی گئی۔ ''تم کہاں چلی گئی تھی۔ میں تمہیں ہی تلاش کر رہی تھی۔''

''مجھے ایک کام یاد آ گیا تھا میں گھر گئی تھی۔'' ثمین نے کام کی نوعیت نہیں پوچھی تھی وہ بھی سب لڑکیوں کے ساتھ تالیاں بجانے لگی۔

''لڑکے کے بھائیوں کو بلاؤ۔ وہ کہاں فرار ہو گئے ہیں۔'' فری کی ایک دوست نے ایک گانا شروع کرنے سے پہلے کہا تھا۔ وہ تالیاں بجاتے بجاتے رُک گئی۔ وہ ایک بار پھر حواس باختہ ہوگئی تھی۔ پھر کوئی عثمان اور ولید کو اندر بلا لایا۔ ان کے اندر آتے ہی سیٹیوں اور نعروں سے ان کا استقبال ہوا تھا۔ اس نے سر جھکا لیا۔ لڑکیوں نے ایک بار پھر گیت گانے شروع کر دیے تھے۔ وہ باری باری لڑکے کے پورے خاندان کی مٹی پلید کر رہی تھیں۔ وہ سر جھکائے خاموشی سے تالیاں بجاتی رہی تھی۔ اس نے دیکھنے کی کوشش نہیں کی کہ وہ کہاں کھڑا تھا اور اس نے اسے دیکھا تھا یا نہیں آدھ گھنٹہ تک گانے گانے کے بعد کھانا کھانے کا اعلان ہوا۔ آہستہ آہستہ سب ہال سے نکلنے لگے تھے۔ پچھلے لان میں باربی کیو کا انتظام تھا اور اب باہر سے اسٹیریو پر گانوں کی آوازیں آنے لگیں۔

''مومی! واصف بھائی کا کمرہ دیکھنے چلتے ہیں۔'' عثمان کہہ رہا تھا۔ کچھ فلورل ارینجمنٹس کروائی ہیں۔ دیکھتے ہیں کیسا ہے کمرہ۔'' ثمین نے اچانک اس کے کان میں کہا تھا اس نے سر ہلا دیا۔

''سارہ! تم بھی چلوگی؟'' اس نے اپنی خالہ کی بیٹی سے پوچھا تھا۔

''ہاں کیوں نہیں''

''تو بس ٹھیک ہے، چلو خاموشی سے چلتے ہیں۔ پتا چل گیا تو سب پہنچ جائیں گے وہاں۔'' ثمین نے اٹھتے ہوئے سرگوشی میں کہا۔ وہ ان کے ساتھ چل پڑی، سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ثمین کو یاد آیا۔

''کمرہ تو لاکڈ ہوگا۔ مومی تم ٹھہرو، میں اور سارہ واصف بھائی سے چابی لے کر آتے ہیں۔''

ثمین سارہ کو لے کر واپس اتر گئی۔ وہ اوپر چڑھنے لگی۔ واصف کے کمرے کے دروازے تک پہنچنے کے بعد اس نے غیر محسوس طور پر ناب گھمائی۔ دروازہ لاکڈ نہیں تھا۔

''ثمین فضول میں ہی نیچے گئی۔'' اس نے سوچا۔ پھر وہ کمرے میں داخل ہوگئی اسے حیرانی کا جھٹکا لگا تھا۔ کمرہ ویل ڈیکوریٹڈ تھا۔ مگر وہاں کوئی فلورل ارینجمنٹ نہیں تھی۔ اس نے کندھے جھٹکے تھے۔ وہ کسی طور پر بھی شادی والا کمرہ نہیں لگ رہا تھا۔ وہ ثمین کا انتظار کرنے لگی۔ پھر وہ اسٹڈی

کے دروازے تک آئی تھی اور اس نے اسٹڈی کا دروازہ کھول دیا۔ سب کچھ بالکل پہلے ہی کی طرح تھا۔ کتابیں اسٹڈی ٹیبل اور اس پر موجود کمپیوٹر مگر اب وہاں پڑی ہوئی چیزوں میں پہلے جیسی بے ترتیبی نہیں تھی۔ اس نے ایک گہرا سانس لے کر دروازہ بند کر دیا۔ ثمین ابھی تک نہیں آئی تھی اسے کچھ بے چینی ہونے لگی تھی۔

تب ہی اچانک کوئی دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔ وہ ساکت ہو گئی۔ وہ ولید تھا اس کے پیچھے اس کا کوئی دوست تھا۔ اس نے اپنے پورے وجود میں ایک سنسنی سی محسوس کی تھی۔ وہ کچھ کہے بغیر اس پر نظریں جمائے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھے ہوا تھا۔

''یہ واصف کا کمرہ نہیں ہے۔'' بہت سرد آواز میں اس سے کہا گیا تھا وہ سن ہو گئی تھی۔

''یہ واصف بھائی کا کمرہ ہے۔'' اس نے اپنی بات پہ زور دینے کی کوشش کی تھی۔

''نہیں یہ واصف کا نہیں میرا کمرہ ہے۔'' اس بار اسے اپنے پیروں تلے سے زمین سرکتی محسوس ہوئی تھی۔

''مگر یہ اسٹڈی تو'' اس نے بے یقینی سے ہاتھ سے اسٹڈی کی طرف اشارہ کیا تھا۔

''یہ میری اسٹڈی ہے۔ واصف کا کمرہ اگلے کمرے کے ساتھ ہے۔'' اس نے ایک نظر اسٹڈی کے دروازے پر ڈالی اور پھر سر جھکا کر غیر متوازن قدموں سے کمرے سے نکل گئی تھی۔ ولید نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ وہ چند لمحے باہر دروازے کو دیکھتی رہی۔ پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ گئی تھی۔ ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا ثمین اور سائرہ اندر کھڑی تھیں۔

''تم کہاں تھیں؟ کب سے انتظار کر رہے ہیں تمہارا۔ ذرا دیکھو اچھا ڈیکوریٹ کیا گیا ہے۔''

اس نے مومی پر نظر پڑتے ہی کہا تھا۔ وہ کہیں اور پہنچی ہوئی تھی اسے یاد تھا، وہ ہمیشہ اسی اسٹڈی میں جایا کرتی تھی جہاں وہ کچھ دیر پہلے گئی۔ مگر واصف کا کمرہ اور اسٹڈی یہ تھے وہ کمرے میں کچھ بھی نہیں دیکھ پا رہی تھی۔ اس کا ذہن الجھا ہوا تھا۔ ثمین اور سائرہ کمرے میں چل پھر رہی تھیں۔

''چلو اب نیچے چلتے ہیں۔'' ثمین نے کچھ دیر بعد کہا۔

''ابھی کھانا بھی کھانا ہے اور تم ایک بات یاد رکھو خبردار تم لوگوں نے اب کوئی گانا ولید کے خلاف گایا یا کسی میں اس کا ذکر کیا۔ میں نے پہلے برداشت کر لیا اب نہیں کروں گی۔ عثمان کو بے شک گھسیٹو مگر ولید کو کچھ مت کہنا۔''

دروزے سے نکلتے ہوئے ثمین نے سائرہ سے کہا تھا۔ اس نے جواباً قہقہہ لگایا۔ ''بڑی پرواہ ہے اپنے منگیتر کی۔ تم یوں بات کر رہی ہو جیسے ہمارا تو کوئی رشتہ ہی نہیں رہ گیا۔ اس سے تمہاری نسبت طے ہونے کے بعد۔'' وہ ان دونوں کے پیچھے چل رہی تھی، ایک لمحہ کے لیے وہ ٹھٹک گئی تھی آج انکشافات کا دن تھا۔

''ثمین اور ولید۔'' اس نے زیر لب کہا تھا۔

''مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے، وہ تو؟'' ثمین اور سائرہ سیڑھیاں اترتی گئیں تھیں۔ وہ ان سے پیچھے رہ گئی۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ تھکے تھکے قدموں سے وہ سیڑھیاں اترتی گئی۔



''یار! تمہیں پتا نہیں ممی کتنی پابندیاں لگاتی ہیں اور کیسی کیسی پابندیاں لگاتی ہیں۔ بعض دفعہ مجھے لگتا ہے، میں لڑکا نہیں لڑکی ہوں۔ سوتیلا ہونا بھی بڑا عذاب ہے۔ سوتیلے ہونے سے بہتر مر جانا ہے۔'' اندر سے آنیوالی آواز نے اس کے قدم روک دیئے۔

''ہر وقت ہدایات دیتی رہتی ہیں۔ یہ کرو یہ نہ کرو یہاں جاؤ وہاں مت جاؤ، ہر بات میں نکتہ چینی کرتی رہتی ہیں۔ باقی دو میں انہیں کوئی خامی نظر نہیں آتی اور مجھ میں بھولے سے بھی کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ میں تو تنگ آ گیا ہوں اس زندگی سے۔''

اس نے ایک گہری سانس لی۔ وہ جو کوئی بھی تھا۔ مسلسل بول رہا تھا اس نے پیر سے دروازے پر ہلکی سی ٹھوکر لگائی پھر اس عمل کو دو تین بار دہرایا۔ اندر یک دم خاموشی چھا گئی۔

''یہ تمہارے گھر میں دستک دے کر اندر آنے والا کون پیدا ہو گیا ہے؟'' ٹرے کو دونوں ہاتھوں میں تھامے دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سے ہینڈل گھما کر اندر داخل ہوتے اس نے پھر وہی حیرت بھری آواز سنی تھی۔ سر اٹھا کر اس نے پہلی بار بولنے والے کو دیکھا۔ بلیک جینز اور شرٹ میں ملبوس وہ جوگرز سمیت صوفے پر لیٹا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا فراز گلے میں تولیہ لٹکائے واش روم سے نکلا۔

''آؤ یہ چائے ٹیبل پر رکھ دو ولید! یہ مومنہ ہے۔ بلال چچا کی بڑی بیٹی یہاں رہنے کے لیے آئی ہوئی ہے اور موی! یہ ولید ہے ارمغان ماموں کا بیٹا ہے۔ یہ ساتھ والا گھر ان ہی کا ہے یہاں آتا جاتا رہتا ہے۔ یہ جب بھی یہاں آئے چائے لے آیا کرو پوچھے بغیر کیونکہ یہ چائے پیئے بغیر نہیں جاتا اور بہت مائنڈ کرتا ہے اگر اس سے چائے پانی کا نہ پوچھا جائے کیونکہ اس کا خیال ہے۔ مسلمان وہ ہے جو دوسرے مسلمان کو دیکھتے ہی جو کچھ اس کے گھر میں ہے، لا کر رکھ دے اور مجھے تو یہ مسلمان بھی نہیں مومن سمجھتا ہے اور اس کے بقول مومن کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں۔'' فراز تیزی سے اس کا تعارف کروا کر چہرے پر آفٹر شیو لوشن لگاتا ہوا دوبارہ واش روم میں گھس گیا۔ وہ کچھ ہونق سی بنی وہیں کھڑی رہی اسے اس قسم کے تعارف کی امید نہیں تھی۔

''پلیز یہ ٹرے تو رکھ دیں۔ مجھے صبح سے کسی نے کھانے کے لیے کچھ نہیں دیا۔ بہت بھوک لگی ہوئی ہے مجھے۔''

وہ اس کے جملے پر چونکی تھی اور اس نے ٹرے ٹیبل پر اس کے سامنے رکھ دی۔ کمرے میں آنے سے پہلے وہ اس کو جس بے چارگی کی حالت میں دیکھنے کی متوقع تھی وہ ویسا نہیں تھا۔ اس کے چہرے پر کہیں اس بے چارگی کا اظہار نہیں ہو رہا تھا۔ جیسا اس کی آواز سے ہو رہا تھا۔ اس کی شرٹ پر سلوٹیں پڑی ہوئی تھیں اور اس کے جاگرز بھی خاصی بوسیدہ حالت میں تھے اس نے چند لمحوں میں اس کا جائزہ لے لیا تھا۔ وہ اب ناشتہ کرنے میں مصروف تھا۔ موی دبے قدموں کمرے سے باہر آ گئی۔ اس کا ذہن مسلسل ولید میں الجھا ہوا تھا۔ گھر میں مکمل خاموشی تھی۔ چھٹی کے دن کوئی بھی اتنی جلدی نہیں اٹھتا تھا۔ عام دنوں میں بھی وہاں آٹھ ساڑھے آٹھ سے پہلے کوئی بیدار نہیں ہوتا تھا۔ صرف وہ تھی جو یہاں آنے کے بعد صبح فجر کی نماز پڑھنے کے بعد بلا مقصد گھر میں پھرتی رہتی۔ آج بھی وہ اسی طرح لاؤنج میں آ کر بیٹھی ہوئی تھی جب فراز وہاں آیا تھا۔

''موی! ذرا دو آدمیوں کے لیے ناشتہ تو بنا دو، مجھے میچ کھیلنے جانا ہے۔ پلیز جلدی کرنا اور میرے کمرے میں دے جانا۔'' وہ اسے ہدایات دیتا ہوا تیزی سے غائب ہو گیا تھا۔

وہ پہلے تو اسے اتنی صبح دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔ وہ عام طور پر آفس جانے سے صرف پندرہ منٹ پہلے اٹھتا تھا اور آج وہ صبح سویرے ہی باہر لان کا ایک چکر لگا آیا تھا۔ تب اسے اندازہ نہیں ہوا تھا کہ اس کے کمرے میں کوئی اور بھی ہے لیکن شاید وہ صبح اسے لینے کے لیے باہر نکلا تھا۔ اسے یاد آیا تھا۔ گھر کے اردگرد پھیلا ہوا وسیع لان تائی کے بھائی کے لان سے متصل تھا۔ درمیان میں ایک چھوٹی سی دیوار تھی اور اس دیوار میں لکڑی کا ایک چھوٹا سا دروازہ تھا دونوں گھروں میں زیادہ آنا جانا اسی دروازے سے ہوتا تھا کیونکہ بیرونی گیٹ سے جانے میں زیادہ وقت لگتا تھا۔ تایا کو اس گھر میں شفٹ ہوئے ایک سال ہی ہوا تھا اور جب سے وہ یہاں منتقل ہوئے تھے اس نے پہلی بار دیکھا تھا۔ مگر فراز کا انداز بتا رہا تھا کہ اس کا وہاں کافی آنا جانا تھا۔ وہ قدرے حیران ہو کر ناشتہ بناتی رہی۔

''دو آدمیوں کے لیے ناشتہ؟ کیا فراز بھائی دو آدمیوں کا ناشتہ کر کے میچ کھیلنے جائیں گے؟''

ناشتہ بناتے ہوئے اس کا ذہن اسی سوال میں اٹکا رہا۔ مگر کمرے سے آتی ہوئی آواز سن کر اس کی یہ حیرانی دور ہو گئی تھی۔

''تو فراز بھائی کے کوئی دوست آئے ہیں۔'' اس نے سوچا۔ ''پتا نہیں مجھے اندر ان کے سامنے جانا چاہیے یا نہیں مگر فراز بھائی نے کہا تھا کہ میں کمرے میں آ جاؤں۔'' اسے یاد آیا۔

اسے یہاں آئے دو دن ہوئے تھے اور وہ تایا کے گھر کا ماحول دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔ ان کے مقابلے میں تایا کا گھرانا بہت آزاد خیال تھا۔ دو دن سے وہ کئی لوگوں کو یہاں آتے جاتے دیکھ رہی تھی اور ہر ایک اسی طرح یہاں آتا تھا جیسے وہ بہت عرصے سے وہاں آ رہا ہو۔ اسے کچھ الجھن ہو رہی تھی مگر وہ جانتی تھی اسے اب وہیں رہنا تھا اور الجھن...... وہ سب کچھ ذہن سے جھٹک دینا چاہتی تھی۔ وہ کمرے سے باہر آنے کے بعد دوبارہ لاؤنج میں آ گئی۔

''مجھے صبح سے کسی نے کھانے کے لیے کچھ نہیں دیا۔ مجھے بہت بھوک لگی ہے۔'' ایک آواز اس کے کانوں میں دوبارہ لہرائی اس کا دل یک دم جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا تھا۔

''سوتیلے ہونے سے مر جانا زیادہ بہتر ہے۔'' کسی نے پھر کہا تھا اسے یاد آیا جب وہ اپنے ننھیال سے پہلی بار اپنے گھر آئی تھی تو کئی دنوں تک وہ بھی اپنے اندر اتنی ہمت پیدا نہیں کر پائی تھی کہ اپنی امی سے کھانے کے لیے کچھ مانگ لے۔ وہ کھانے کے وقت بھی خاموشی سے ایک کونے میں بیٹھی امی کے بلانے کا انتظار کرتی رہتی اور بعض دفعہ وہ انتظار ہی کرتی رہ جاتی۔ امی کو اسے بلانا یاد ہی نہیں رہتا تھا یا پھر شاید اور جب اسے کھانے کی ٹیبل پر بلایا بھی جاتا تھا تو وہ وہاں بہت سہمی ہوئی بہت محتاط رہتی جو امی اس کی پلیٹ میں ڈال دیتیں، وہ اسی سے پیٹ بھر لیتی۔ دوبارہ کوئی چیز مانگنے کا حوصلہ اس میں نہیں ہوتا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی جھجک ختم ہونے لگی تھی۔ وہ بھوک لگنے پر امی سے کھانے کے لیے کچھ نہ کچھ مانگ لیا کرتی تھی۔ امی کچھ کہے بغیر ایک خاموش نظر کے ساتھ اس کی ضرورت پوری کر دیا کرتی تھیں موی کو وہ خاموش نظر کبھی اچھی نہیں لگی تھی۔ پھر جب بڑی ہوتی گئی تو کھانا پکانے اور سرو کرنے کی ذمہ داری خود بخود ہی اس کے کندھوں پر آ گئی۔ تب بھی وہ منتظر ہی رہتی تھی کہ کبھی امی اسے اپنے دوسرے بچوں کی طرح اصرار کر کے کھانا کھلائیں اس سے کہیں کہ وہ فلاں چیز بھی کھائے کیونکہ یہ اس کے لیے اچھا ہوگا مگر ایسا موقع کبھی نہیں آیا تھا۔ امی کے پاس اس

کے لیے اتنی فرصت ہی نہیں ہوتی تھی یا پھر شاید۔ وہ آہستہ آہستہ اپنے کھانے کے بارے میں لاپرواہ ہوتی گئی تھی۔ کیا کھانا، ہے، کس وقت کھانا ہے؟ اس کے بارے میں اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔ یہ سوچنے کی ضرورت ہی کبھی نہیں پڑی اور آج جب ولید نے یہ سب کہا تھا تو اسے بہت کچھ یاد آ گیا تھا۔ اسے اس سے بے پناہ ہمدردی محسوس ہو رہی تھی۔

''فراز بھائی نے کہا تھا کہ وہ ارمغان ماموں کا بیٹا ہے تو کیا اس کی امی کی بھی ڈیتھ ہو چکی ہے اور اگر امی کی ڈیتھ نہیں ہوئی تو پھر وہ یہاں کیوں ہے اپنی امی کے پاس کیوں نہیں چلا جاتا۔ اس کی باتوں سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ خوش نہیں ہے یہاں اپنی سوتیلی امی کے پاس رہ کر، وہ تو مرد ہے۔ وہ تو مجبور نہیں ہے پھر وہ گھر چھوڑ کر کہیں چلا کیوں نہیں جاتا۔ ایسے لوگوں کے ساتھ کیوں رہ رہا ہے؟''

اس کے ذہن میں بار بار سوال آ رہے تھے اور ان سوالوں کے ساتھ ولید کے ابو اور امی کی ہولناک شکلیں بھی نظر آ رہی تھیں۔ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے اچانک اس کی نظر وال کلاک پر پڑی اس وقت چھ بج رہے تھے۔

''مجھے صبح سے کسی نے کچھ کھانے کے لیے نہیں دیا بہت بھوک لگی ہے مجھے۔'' اسے ایک بار پھر اس کی بات یاد آ ئی تھی۔

''صبح سے مگر وہ تو شاید یہاں ساڑھے پانچ بجے آ گیا تھا پھر صبح سے کسی نے۔'' وہ کچھ سمجھ نہیں پائی تھی۔ بہت دیر تک وہ وہیں لاؤنج میں بیٹھی کچھ سوچتی رہی۔



شام کو وہ فری کے ساتھ لان میں بیٹھی ہوئی تھی جب وہ فراز بھائی کے ساتھ آیا تھا۔ فری کو لان میں دیکھ کر وہ سیدھا وہیں آئے تھے۔

''یہاں تو عیش ہو رہے ہیں بھئی۔ چائے چل رہی ہے۔'' فراز نے پاس آتے ہی کہا تھا۔

''آپ بھی عیش کر لیں۔ میں دو کپ اور منگوا لیتی ہوں۔'' فری نے پودوں کو پانی دیتے ہوئے ملازم کو بلایا تھا۔

''کیا بنا آپ کے میچ کا؟ آج تو صبح ہی چلے گئے تھے۔'' ملازم کے جانے کے بعد فری نے پوچھا تھا۔

''کیا بننا تھا۔ بھئی پچھلی دفعہ وہ جیت گئے تھے، اس دفعہ ہم ہار گئے۔'' ولید نے پلیٹ سے بسکٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔

''اور پھر بھی تم لوگ ہر ہفتہ میچ کھیلنے جاتے ہو۔'' فری نے طنزیہ لہجے میں کہا تھا۔

''ویسے بھی ہم جیتنے تھوڑی جاتے ہیں۔ ہم تو کھیلنے کے لیے جاتے ہیں۔ انجوائے منٹ کے لیے۔'' اس بار فراز نے کہا تھا۔

''ہاں دوسری ٹیم کی انجوائے منٹ کے لیے کیپ اٹ اپ۔''

فری نے کیوٹکس ایک دفعہ پھر سنبھال لی تھی۔ ملازم نے کپ لا کر ٹیبل پر رکھ دیے۔ موی نے اپنا کپ ٹیبل پر رکھ دیا اور ان دونوں کے لیے چائے بنانے کے لیے کپ اٹھایا تھا، جب فراز نے اسے روک دیا۔

''ڈونٹ بی سو فارمل موی! یہاں یہ سب کچھ نہیں چلتا۔ تم اپنی چائے پیو ہم اپنے خود بنا لیں گے۔'' اس نے کچھ جھینپ کر اپنا کپ اٹھا لیا۔

''ہاں، ان لوگوں کو میز آتے ہیں نہ ہی اب یہ سیکھنے کے قابل رہے ہیں۔ اب تو جہاں ہیں جیسے ہیں کی بنیاد پر انہیں ٹریٹ کرنا چاہیے۔''

فری نے کیوٹکس ناخنوں پر لگاتے ہوئے کہا تھا۔

''اور تم ولید! تم ذرا اپنا حال دیکھو۔ بڑا شوق ہے تمہیں میچز کھیلنے اور کرکٹر بننے کا اور تمہیں اتنی سمجھ نہیں ہے کہ کٹ میں میچ کھیلنے جایا کرو۔ ایسے ہی چلے جاتے ہو منہ اٹھا کر۔ حلیہ دیکھو ذرا اپنا لگتا ہے باہر کسی سڑک پر جھاڑو دے کر آئے ہو۔'' اب فری اسے ڈانٹ رہی تھی۔

موی نے ایک نظر اس پر دوڑائی۔ اس کے کپڑے واقعی گرد سے اٹے ہوئے تھے۔ بالوں پر بھی اچھی خاصی دھول نظر آ رہی تھی اور پسینے اور مٹی نے مل کر اس کے چہرے پر بھی ٹھیک ٹھاک میک اپ کر دیا تھا۔ فراز کا حلیہ اس سے بہت بہتر تھا۔ ولید پر فری کے تبصرے کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ اسی طرح پرسکون انداز میں چائے اور بسکٹ کھاتا رہا۔

''جس دن میرا پرائز بانڈ نکلے گا، اس دن میں کٹ خرید لوں گا۔ بہر حال مشورہ نوٹ کر لیا ہے۔''

''کٹ خریدنے کے لیے تمہیں کون سے خزانے کی ضرورت ہے۔ مہنگی نہیں تو سستی سہی، چار پانچ ہزار کی تو بات ہے ویسے تو تم۔''

ولید نے ایک چیخ کے ساتھ اس کی بات کاٹی تھی۔

''چار پانچ ہزار اور یہ چار پانچ ہزار آئیں گے کہاں سے؟ تم جانتی ہو، میں ابھی ایک ایک روپے کے لیے ترستا ہوں۔ میرے پاس چار پانچ ہزار ہوں تو میں کٹ کے بجائے ایک اچھا سوٹ نہ لے لوں۔ دو چار سستی شرٹس نہ لے لوں۔ ایک عدد جینز یا ایک اچھا ہیئر برش نہ لے لوں۔ کیسے منہ اٹھا کر کہہ دیا ہے تم نے کہ صرف چار پانچ ہزار کی تو بات ہے۔'' اس کی آواز میں موی کو خفگی محسوس ہوئی تھی مگر فری پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

''معاف کرو بابا! میں بھول گئی تھی کہ دنیا میں ایک واحد غریب تم ہی تو رہ گئے ہو۔ جس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ بہر حال آنٹی ٹیرس پر کھڑی اشارے کر رہی ہیں۔ میرا خیال ہے۔ تمہیں بلا رہی ہیں۔ صبح سے غائب ہو اب ذرا جا کر وضاحتیں پیش کرو۔''

فری نے بات کرتے کرتے سامنے اشارہ کیا تھا۔ ولید نے فوراً پلٹ کر دیکھا پھر کھڑا ہو گیا مومی نے بھی مڑ کر دیکھا تھا۔ ولید کے گھر کے ٹیرس پر ایک عورت کھڑی تھی۔ ولید کو کھڑے ہوتے دیکھ کر وہ وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔

''اب تو بھی اٹھ جا فراز اور میرے ساتھ چل کر اس رسوائی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ جو مستقبل کے اسٹار بیٹسمین کو اپنی سوتیلی ماں کے ہاتھوں برداشت کرنی پڑے گی۔'' اس نے فراز کو کندھے سے کھینچا تھا۔ مومی نے اس کے چہرے پر نظر ڈالی وہ بہت سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

''شرم کرو ولید! تم بات کیسے کرتے ہو؟'' فری نے اسے گھورا تھا مگر اس پر اثر نہیں ہوا تھا۔

''کیوں سچ نہ کہوں کیا۔ کیا رسوا نہیں کرتیں ممی جوتے مارتی ہیں سوا لگ۔ اب جاتے ہی لمبے چوڑے سوال ہوں گے۔ کہاں گئے تھے؟ کس سے پوچھ کر گئے تھے؟ اتنی دیر کہاں لگائی؟ واپس آنے کی کیا ضرورت تھی؟ انہی دوستوں کے پاس کیوں نہیں رہ گیا جن کے پاس گیا تھا؟ اٹھ فراز! اب میرے ساتھ چل کر ذرا جھوٹ بھی بول، تیری ضد پر ہی صبح کھڑکی کے راستے نکل کر آیا تھا۔ اب تو ساتھ چل کر بتا کہ زندگی کے رہنما اصولوں پر کون سا سیمینار اٹینڈ کر کے آئے ہیں۔''

وہ فراز کو بازو سے کھینچتا ہوا لے گیا تھا۔ فری مسکرا رہی تھی۔ مومی انہیں جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔

''ان کی امی سوتیلی ہیں؟'' اس نے کچھ دیر بعد فری سے پوچھا تھا۔ وہ ایک بار پھر کیوٹیکس لگانے میں مصروف ہو چکی تھی۔

''ان کی؟ اچھا اس ولید کی۔ ہاں اس کی امی سوتیلی ہیں۔'' وہ مومی کے سوال پر کچھ چونکی تھی پھر اس نے کہا تھا۔

''ڈیتھ ہو گئی ہے ان کی امی کی؟'' اس نے آہستہ آواز میں پوچھا تھا۔ ''نہیں بھئی ڈیتھ کہاں؟ اصل میں یہ ارمغان ماموں کی دوسری بیوی کا بیٹا ہے۔ اس کی امی کسی بنک میں منیجر تھیں۔ ارمغان ماموں کا کافی آنا جانا تھا۔ وہاں سنا ہے وہ کافی خوبصورت تھیں۔ یہ ولید بھی تو ان ہی کی طرح ہے۔ ماموں کو محبت ہو گئی تھی ان سے۔ پہلے سے شادی شدہ تھے انہوں نے دوسری شادی چھپ کر کی، شروع میں تو نبیلہ آنٹی کو پتا ہی نہیں چلا پھر بعد میں جب پتا چلا تو انہوں نے بڑا ہنگامہ کیا مگر ارمغان ماموں نے دوسری بیوی کو طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ نبیلہ آنٹی کے تب دو بچے تھے۔ ظاہر ہے، وہ گھر چھوڑ کر تو نہیں جا سکتی تھیں۔ اس لئے بے چاری رو دھو کر چپ ہو گئیں۔ تین سال تک ماموں کی دوسری شادی چلتی رہی پھر پتہ نہیں کیا وجہ ہوئی۔ لیکن ان کی دوسری بیوی نے طلاق کا مطالبہ کر دیا۔ ماموں نے ان کا یہ مطالبہ پورا کر دیا۔ ولید شروع میں اپنی ماں کے پاس ہی تھا۔ ماموں نے اسے لینے کی کوشش نہیں کی پھر کچھ عرصہ کے بعد اس کی امی نے دوسری شادی کر لی اور ولید کو ماموں کے پاس بھیج دیا تب تین سال کا تھا یہ۔ تب سے اب تک یہیں ہے ماموں کے پاس۔'' فری آہستہ آہستہ اسے تفصیل بتاتی گئی۔

''اپنی امی کے پاس نہیں جاتے یہ؟'' اسے ولید سے ہمدردی محسوس ہو رہی تھی۔

امی کے پاس کیسے جا سکتا ہے۔ وہ تو امریکہ میں ہیں۔ ان کے اپنے ہیں۔ پاکستان تو شاید وہ بہت کم ہی آتی ہیں اور انہوں نے کبھی ولید

سے رابطہ کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ کریں بھی تو ولید تو مشکل سے ہی جائے گا اور وہ اگر جانے پر تیار ہو بھی جائے تو نبیلہ آنٹی تو اسے مار ہی دیں۔ وہ تو کبھی اس کے۔''

''فری بی بی! آپ کا فون آیا ہے۔'' ملازم نے آ کر اسے اطلاع دی تھی۔

''میرا فون۔ اچھا بھئی میں اندر جا رہی ہوں۔'' وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ کر کیونکس اٹھا کر اندر چلی گئی تھی۔ وہ گم صم سی وہیں بیٹھی رہی۔

''اور اس کی سوتیلی امی اسے بخشنے پر تیار کیسے ہوں گی؟ اس کی امی کی وجہ سے ان کی ازدواجی زندگی تباہ ہوتے ہوتے رہ گئی اور ولید کو وہ اس عورت کی نشانی سمجھتی ہوں گی جس نے ان کے شوہر پر ڈورے ڈالے اور ان کا گھر تباہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس میں ولید کا کیا قصور ہے۔ وہ تو بے گناہ ہے وہ تو پہلے سے ہی مظلوم ہے۔ کیا اس کا دل نہیں چاہتا ہوگا کہ وہ اپنی امی سے ملے۔ ان کے پاس رہے مگر اس کی امی اس سے کوئی رابطہ نہیں رکھتیں۔ کیا اسے اس بات سے تکلیف نہیں ہوتی ہوگی اور اس کی سوتیلی امی یہ باتیں سمجھتی ہی نہیں۔ اسے تنگ کرنے سے کیا ہوگا لوگ ماں باپ کی سزا اولاد کو دینے کی کوشش کیوں کرتے ہیں اور ولید کے ابو، وہ کیوں ان کو ایسی باتوں سے نہیں روکتے۔ نبیلہ آنٹی کا نہ سہی مگر ان کا تو وہ سگا بیٹا ہے پھر ان کو اس کی پرواہ کیوں نہیں ہے۔'' وہ سوچنے لگی تھی۔

''اور مجھے لگتا تھا دنیا میں سب کچھ صرف میرے ساتھ ہی ہوا ہے باقی ساری دنیا تو بہت خوش ہے۔''

اس کی امی بھی اس کی پیدائش کے ایک سال بعد ایک حادثے میں وفات پا گئیں تھیں۔ اس کے ابو نے امی کی وفات کے آٹھ ماہ بعد دوسری شادی کر لی تھی۔ مومنہ کو نانی نے اپنے پاس ہی رکھا۔ وہ اس سے بہت محبت کرتی تھیں۔ ابو نے بھی دوسری شادی کے بعد اسے لینے پر اصرار نہیں کیا۔ کیونکہ تب وہ بہت چھوٹی تھی اور ان کا خیال تھا کہ مومنہ ننھیال میں ایڈجسٹ ہو چکی ہے۔ اس لئے وہ اسے ڈسٹرب کرنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ نانی کے پاس ہی رہی پھر نانی کی وفات ہو گئی۔ ایک دفعہ پھر ماموؤں کے ساتھ اس کے باپ کی میٹنگ ہوئی تھی اور آخر میں طے پایا تھا کہ وہ اپنے باپ کے پاس چلی جائے کیونکہ اسے مستقل طور پر رکھنے پر کوئی تیار نہیں تھا حالانکہ مومنہ کا خیال تھا کہ اس نے کبھی کسی کو تنگ نہیں کیا وہ ایک بہت بے ضرری مخلوق تھی۔ خاموش، فرمانبردار، تعاون کرنے والی۔ پھر بھی اس کے لئے ننھیال میں جگہ نہیں بن پائی۔

''دیکھو، تمہاری امی بہت اچھی ہیں۔ بہت پیار کرنے والی ہیں۔ تم انہیں بالکل تنگ مت کرنا۔ ان کی ہر بات ماننا پھر وہ تم سے بھی بہت پیار کریں گی۔ تم سب سے بڑی ہو۔ اس لیے چھوٹے بہن بھائیوں کا خیال رکھنا بھی تمہاری ذمہ داری ہے۔ تم تو بہت سمجھدار ہونا۔''

اسے ابھی تک یاد تھا پہلی بار ننھیال سے اپنے گھر لے جاتے ہوئے ابو سارا راستہ اسے سمجھاتے رہے تھے کہ اسے گھر میں کس طرح رہنا ہے کس طرح بات کرنا ہے کس طرح چلنا ہے۔ دوسروں کے ساتھ کیسے پیش آنا ہے۔ وہ ان کی ہر بات پر سر ہلاتی گئی۔ اس کے لئے یہ سب کچھ مشکل نہیں تھا۔ اس کی تربیت تو ننھیال میں نانی پہلے ہی اسے دے چکی تھیں۔ دس سال وہ ننھیال میں اسی تابعداری اور خاموشی کے ساتھ رہی تھی جس کی تلقین اس کے ابو اسے کر رہے تھے۔ گھر پہنچنے پر گاڑی سے اترنے کے بعد ابو نے اس کا ہاتھ اور بیگ پکڑ لیا تھا اور پھر اندر لے گئے تھے۔ وہاں پہلی بار اس نے اپنی ماں سے ملاقات کی تھی۔

''یہ مومنہ ہے ثمینہ! امی کو سلام کرو مومی۔'' اس کے ابو نے ایک عورت سے اس کا تعارف کروایا تھا۔ اس نے گھٹی گھٹی آواز میں سلام کیا تھا۔ ایک پھیکی سی مسکراہٹ اس عورت کے چہرے پر نمودار ہوئی۔ اس کے سلام کا جواب دینے کے بعد اس نے مومنہ کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔

''بلال! آپ کپڑے چینج کر لیں۔ میں چائے لاتی ہوں۔''

وہ عورت پھر فوراً اس کے ابو کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ اس کے ابو نے اس کا بیگ وہیں رکھ دیا اور پھر خود ایک دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ اس کی امی بھی ان کے پیچھے چلی گئی تھیں۔ مومنہ خاموشی سے اپنے بیگ کو پکڑ کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کی امی چند منٹ بعد دوبارہ نمودار ہوئی تھیں اور ایک نظر اس پر ڈالتے ہوئے ایک دوسرے کمرے میں غائب ہو گئی تھیں۔ مومنہ کو بعد میں پتا چلا کہ وہ کچن ہے۔ پندرہ منٹ بعد اس کے ابو دوبارہ آئے تھے۔

''آؤ تمہیں تمہارا کمرہ دکھادوں مومنہ۔''

انہوں نے ایک بار پھر بیگ اس کے ہاتھ سے لے لیا تھا۔ پھر وہ اسے ایک کمرے میں لائے تھے جہاں پہلے ہی دو بستر لگے ہوئے تھے۔

''یہاں تمہاری بہنیں رہتی ہیں۔ تم بھی یہیں رہو گی۔ ابھی تھوڑی دیر بعد تمہاری امی تمہارا بستر بھی یہاں لگا دیں گی۔''

انہوں نے اس کا بیگ ایک کونے میں رکھتے ہوئے کہا اس رات وہ سو نہیں پائی تھی۔ اسے ہمیشہ سے نانی کے ساتھ سونے کی عادت تھی۔ نانی کی وفات کے بعد وہ اپنے بڑے ماموں کی بیٹیوں کے پاس سوتی رہی تھی اور اب یہاں وہ خود کو بالکل اکیلا محسوس کر رہی تھی۔ اس کی دونوں بہنیں اس کے پاس نہیں آ رہی تھیں نہ ہی اس سے بات کرتی تھیں اور مومنہ کے لئے کسی سے خود بات کرنا تو ہمیشہ سے ہی مشکل تھا اور پھر یہ صرف اس رات پر منحصر نہیں تھا۔ اگلے بارہ سال بھی وہ اس گھر میں اسی طرح گم صم رہی تھی۔

وہ کبھی بھی اس گھر کو اپنا گھر نہیں سمجھ سکی تھی۔ وہ بار بار اپنے ننھیال جانا چاہتی تھی۔ مگر وہاں بھی چند دن رہنے کے بعد واپس آ جاتی اور پھر اگلے کئی ہفتے اپنے گرد و پیش سے بے خبر رہتی۔ اس نے ابو کو اپنے رویے سے کوئی شکایت نہیں ہونے دی تھی۔ وہ وہاں بالکل ویسے ہی رہتی تھی جیسے وہ چاہتے تھے۔ فرمانبردار، خاموش اور تعاون کرنے والی لیکن جو فاصلہ اس نے پہلے ہی دن اپنے اور امی کے درمیان محسوس کیا تھا، وہ کبھی کم نہیں ہو سکا تھا۔ امی بہت ریزرو رہتی تھیں اور اس کے سامنے تو اور بھی سنجیدہ اور الگ تھلگ نظر آنے کی کوشش کرتیں۔ ان کی یہ خاموشی درمیان والی دیوار کو اور اونچا کرتی گئی تھی۔



''یار! دے دو کچھ روپے۔ تم جانتے نہیں، مجھے ان کی کتنی ضرورت ہے۔'' وہ اب مبشر سے کہہ رہا تھا۔

''میں جانتا ہوں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں، تمہیں کس لئے ضرورت ہے۔ اسی لئے تو نہیں دے رہا۔'' مبشر ہنوز اسے نظر انداز کرنے میں مصروف تھا۔

''یار! میں واپس کر دوں گا۔'' اس نے اب دوسرا حربہ استعمال کیا تھا۔

''آج تک کبھی واپس کیے ہیں؟''

''نہیں مگر اس بار ضرور کروں گا تم دیکھ لینا اگر واپس نہ کیے تو آئندہ مت دینا۔''

وہ اب التجاؤں میں مصروف تھا۔

''میں دیکھ دیکھ کر تنگ آ چکا ہوں۔ اس لئے میرے پاس روپے نہیں ہیں۔ تم کوئی اور در کھٹکھٹاؤ۔''

مبشر پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ مومی نے اسے دیکھا وہ بے حد مایوس نظر آ رہا تھا۔ وہ کچھ دیر پہلے ہی وہاں آیا تھا اور آتے ہی وہ فراز سے کچھ روپے مانگنے لگا۔ مگر فراز نے صاف انکار کر دیا تھا اور اب وہ باری باری سب سے مدد طلب کر رہا تھا مگر سب اسے نظر انداز کیے ہوئے وی سی آر پر ٹرمینیٹر ٹو دیکھنے میں مصروف تھے۔

''دیکھ فراز! دے دے دو ہزار ہی کی تو بات ہے تو لے لینا۔ یار! دیکھ تجھے دوستی کا بھی احساس نہیں۔'' وہ ایک بار پھر فراز سے مخاطب تھا۔

''دوستی کا احساس ہے اسی لئے تو نہیں دے رہا۔ تو نے سنا نہیں کہ دوستی میں روپے پیسے کو نہیں آنا چاہئے اور ویسے بھی مہینے کے آخری دن ہیں۔ میں خود کھینچ تان کر گزارا کر رہا ہوں۔ تمہیں کیسے دے دوں تم پر ویسے بھی میرا بہت سا قرض ڈیو ہے اگر کہو تو یاد کرواؤں۔'' فراز نے اپنی جیب سے پاکٹ ڈائری نکال لی تھی۔

''رہنے دے اگر تو کچھ دے نہیں سکتا تو لینے کی بات بھی نہ کر۔'' اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا تھا۔

''لے کون رہا ہے میں تو اپنا واپس مانگ رہا ہوں۔''

''فری! تم ہی دے دو کچھ۔'' اس نے فراز کی بات مکمل طور پر سنی ان سنی کر دی تھی۔ اب وہ فری سے مخاطب تھا۔

''دیکھو ولید! مجھ سے مانگتے ہوئے تمہیں ویسے ہی شرم آنی چاہیے۔ میں زیادہ سے زیادہ تمہیں وہ کیک دے سکتی ہوں جو میں نے دوپہر کو بنایا تھا۔ اس کے علاوہ مجھ سے کچھ امید مت رکھو۔ تمہیں زیادہ ضرورت ہے تو نبیلہ آنٹی سے مانگو یا پھر ماموں سے کہو اب وہ ایسے بھی نہیں ہیں کہ تمہاری ضرورت پوری نہ کریں۔''

فری ایزی چیئر پر جھولتی ہوئی اس سے کہہ رہی تھی۔

''ممی سے کیسے مانگوں = وہ تو پاکٹ منی بڑی مشکل سے دیتی ہیں ان کا بس چلے تو وہ اسے بھی بند کر دیں اور پاپا وہ تو بات ہی نہیں سنتے اور اگر سنیں گے تو جوتا پہلے اتاریں گے۔ مدد کا بعد میں سوچیں گے اگر مجھے گھر والوں سے مدد کی توقع ہوتی تو میں تم لوگوں کے آگے ہاتھ کیوں پھیلاتا۔''

وہ اب بالکل بے بس نظر آ رہا تھا۔

''تم اپنے اخراجات پر قابو کیوں نہیں پاتے۔ جتنی پاکٹ منی تمہیں ملتی ہے، وہ اچھی خاصی ہوتی ہے بلکہ چاہو تو بچا بھی سکتے ہو۔'' ثمین نے بڑی سنجیدگی سے اس سے کہا تھا۔

''تمہیں کیا پتا کہ میں کس طرح اپنے اخراجات پورے کرتا ہوں۔ یونیورسٹی کے اخراجات ہوتے ہیں اور کئی قسم کی ضرورتیں ہوتی ہیں۔ یہ

سب میں پاکٹ منی سے ہی پوری کرتا ہوں۔''

''ہوں پاکٹ منی سے اور وہ جو تم جاب کرتے ہو، اس کے روپے کہاں جاتے ہیں؟''

اس بار نیشین کا لہجہ روکھا ہو گیا تھا۔

''وہ بھی اپنی تعلیم پر ہی خرچ کر رہا ہوں۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ فیس اور کتابوں پر کتنے روپے لگ جاتے ہیں۔ گھر بیٹھ کر باتیں کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔''

موی اٹھ کر کمرے سے باہر آ گئی تھی۔ وہ اندر ابھی تک روپے مانگنے میں مصروف تھا۔ مگر آج جیسے سب نے تہیہ کر رکھا تھا کہ اسے خالی ہاتھ ہی بھیجنا ہے۔ اس لیے کسی نے بھی سخاوت دکھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ تھک ہار کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''کیک تو کھاتے جاؤ ولید۔'' دروازے سے نکلتے ہوئے اس نے فری کو کہتے سنا تھا۔

''اسے بھی اپنے اکاؤنٹ میں جمع کروا دو شاید اس پر بھی تمہیں پرافٹ ملنے لگے۔'' وہ خفگی سے کہتا ہوا باہر آ گیا تھا۔ اپنے پیچھے اس نے فری کا قہقہہ سنا۔ وہ برآمدے کی سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ جب اس نے اپنے پیچھے ایک آواز سنی۔

''ایک منٹ ذرا رک جائیں۔'' وہ چونک کر پیچھے مڑا تھا۔

''میرے پاس کچھ روپے تھے فالتو پڑے تھے۔ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے آپ کو ضرورت ہے آپ لے لیں۔''

موی نے نروس ہو کر اپنا ہاتھ اس کے آگے پھیلا دیا تھا۔ وہ چند لمحے حیرانی سے اسے دیکھتا رہا۔

''تھینک یو۔ لیکن میں بہت جلد یہ رقم واپس کر دوں گا۔'' اس نے روپے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''نہیں میں واپس لینے کے لیے نہیں دے رہی ہوں مجھے ان کی ضرورت نہیں تھی۔ آئندہ بھی نہیں ہو گی آپ انہیں رکھ سکتے ہیں۔''

وہ تیزی سے اندر چلی آئی اس کا دل جیسے بلیوں اچھل رہا تھا خوشی کا ایک عجیب سا احساس اس کے اندر بیدار ہو رہا تھا۔

''اس کی ضرورت پوری ہو جائے گی، اب اسے کسی دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلانا نہیں پڑے گا۔ کسی سے کہنا بھی نہیں پڑے گا۔ پتا نہیں اسے کس چیز کے لیے روپے چاہیے تھے اور یہ سب لوگ کیوں انکار کر رہے تھے جب وہ جانتے بھی تھے کہ وہ اپنے گھر والوں سے یہ توقع نہیں رکھ سکتا کہ وہ اس کی مدد کریں گے پھر بھی وہ اس طرح کر رہے تھے۔''

وہ ایک بار پھر سوچ رہی تھی۔ لاؤنج میں سب فلم دیکھنے اور اس پر تبصرہ کرنے میں مصروف تھے۔ وہ اندر آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئی چور نظروں سے اس نے سب کا جائزہ لیا کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ اس نے ایک اطمینان بھری سانس لی۔ ''اس کا مطلب ہے کسی کو شک نہیں ہوا۔'' اس نے سوچا بھی تھا۔

''موی! میں پینٹنگز کی ایک نمائش دیکھنے جا رہی ہوں PC میں، چلو گی؟'' فرح نے چہرے پر بلش آن لگاتے ہوئے اس سے پوچھا۔ وہ جواب دینے کے بجائے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

''کیا ہوا بھئی، ایسا کیا پوچھ لیا میں نے؟'' فری نے مسکراتے ہوئے کہا تھا ایک لمحے کو اس کا ہاتھ رک گیا تھا۔

''میں پہلے کبھی نہیں گئی۔'' وہ کچھ جھینپ گئی تھی۔

''پہلے تو تم نے اور بھی بہت کچھ نہیں کیا ہوگا۔ اب کرو گی بس تم چل رہی ہو میرے ساتھ۔ اصل میں واصف نے مدعو کیا ہے مجھے۔ وہ بھی لنچ کے بعد ادھر ہی آ رہا ہے۔'' اس نے موی کو بتایا تھا۔

''میں کپڑے چینج کر لوں؟'' چند منٹ سوچنے کے بعد اس نے فری سے پوچھا۔

''خدا کا خوف کیا کرو موی! کیا ایسے کاموں کے لیے بھی اجازت لیتے ہیں بھئی ظاہر ہے۔ باہر چل رہے ہیں تو گھر کے کپڑوں میں تو نہیں جائیں گے۔ کپڑے بدل کر ہی جائیں گے اور اس کام کے لیے مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ جاؤ جا کر کپڑے چینج کرو۔''

فری نے قدرے ناگواری سے کہا۔ وہ کچھ شرمندہ ہو کر اس کے کمرے سے نکل آئی۔ دس منٹ بعد جب وہ واپس فری کے کمرے میں گئی تھی تو وہ بالکل تیار کھڑی تھی۔

''اتنی لائٹ لپ اسٹک۔ اسے صاف کرو اور یہ والی لپ اسٹک لگاؤ۔''

اس نے موی کو دیکھتے ہی حکم جاری کیا تھا۔ وہ خاموشی سے اس کی ہدایات پر عمل کرنے لگی۔

''لاؤ تھوڑا سا بلش آن بھی لگا دوں۔''

اس نے قریب آ کر اس کے چہرے پر اپنے ہاتھ چلانے شروع کر دیے تھے۔

''بس اب ٹھیک ہے چلو چلیں۔''

چند منٹوں بعد فری نے اس کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا تھا وہ فری کے پیچھے چلتی ہوئی باہر آ گئی۔

''سارا دن گھر میں بند مت رہا کرو کہیں چلی جایا کرو۔ کوئی مصروفیت ڈھونڈو اپنے لیے۔ میں تو سارا دن مصروف رہتی ہوں مگر ثمین تو ہوتی ہے۔ تم اس کے ساتھ جا سکتی ہو یا پھر فراز اور مبشر میں سے کسی سے کہا کرو، وہ تمہیں کہیں لے جایا کریں۔ کوئی لائبریری جوائن کر لو۔ کلب جایا کرو اور کچھ نہیں تو جم ہی چلی جایا کرو۔ تم ویسے بھی بہت کمزور ہو رہی ہو آج کل۔''

فری گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے مسلسل اسے ہدایات دے رہی تھی۔ وہ خاموشی سے سنتی رہی۔

''مگر میرا دل نہیں چاہتا۔'' ساری باتیں سننے کے بعد اس نے دھیمی آواز میں صرف ایک جملہ بولا تھا۔

''یہ دل کیا ہوتا ہے بھئی دنیا میں سارے کام دماغ کی مدد سے کرنے چاہئیں۔''

موی نے اس کے چہرے پر نظر دوڑائی۔ وہ گاڑی میں بجنے والے میوزک پر ہونٹوں سے وسلنگ کر رہی تھی۔ موی نے مزید کچھ نہیں کہا۔

کار پارک کرنے کے بعد دونوں نیچے اتر آئی تھیں۔ واصف انہیں ہال کے دروازے پر ہی مل گیا تھا۔

''اچھا موی! میں اب آدھے گھنٹے بعد تم سے ملوں گی۔ تم یہیں ملنا۔''

اس نے ہال میں داخل ہوتے ہی موی سے کہا تھا اور پلک جھپکتے ہی واصف کے ساتھ آگے چلی گئی۔ ہال میں بہت سے لوگ پھر رہے تھے ان میں فارنرز کی تعداد زیادہ تھی۔ وہ خاموشی سے اسی جگہ کھڑی ہوگئی جہاں فری اسے چھوڑ کر گئی تھی۔ وہیں کھڑے کھڑے اس نے ہال کی دیواروں پر لگی ہوئی تصویروں پر نظر دوڑانے کی کوشش کی۔ دور سے گیلری کی دیواروں پر لٹکے ہوئے فریم ہی نظر آرہے تھے یا پھر اپنے سامنے کھڑے لوگوں کی پشتیں۔ تصویریں نظر نہیں آرہی تھیں اسے تصویروں سے کوئی دلچسپی بھی نہیں تھی۔ اسے شاید کسی بھی چیز میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

گھر سے باہر آنا جانا اس کے لیے بہت مشکل کام تھا۔ وہ صرف کالج یا اسکول جانے کے لیے گھر سے نکلا کرتی تھی اور وہاں سے واپس آکر وہ دوبارہ کہیں بھی جانے کی خواہش مند نہیں ہوتی تھی۔ جب ابو شام کو باقی گھر والوں کے ساتھ اسے بھی پارک یا کہیں اور سیر و تفریح کے لیے لے کر جاتے تو وہ وہاں جا کر بھی باقی بچوں کی طرح کھیلنے کی بجائے ایک کونے میں چپ چاپ بیٹھی رہتی۔ جوں جوں وہ بڑی ہوتی گئی اس نے گھر والوں کے ساتھ باہر جانا چھوڑ دیا تھا۔ اسے یوں لگتا تھا کہ اس کی موجودگی کی وجہ سے ماحول میں ایک عجیب سی ٹینشن رہتی تھی کوئی بھی ٹھیک طرح سے کچھ بھی انجوائے نہیں کر پاتا تھا نہ امی نہ ابو نہ دوسرے بہن بھائی۔ وہ جیسے ان کی فیملی میں مس فٹ تھی اور اس احساس نے آہستہ آہستہ اسے گھر میں بند کر دیا تھا اور اب فری چاہتی تھی کہ وہ ان کے ساتھ باہر آیا جایا کرے اور یہ بہت مشکل تھا اسے دنیا میں مکس اپ ہونا ناممکن لگ رہا تھا۔ مگر تایا کے گھرانے میں بہت سی روایات عجیب تھیں۔ وہ لوگوں سے بہت ملتے جلتے تھے۔ فنکشنز میں جاتے تھے اپنے گھر بھی فنکشنز کرواتے تھے اور وہ آہستہ آہستہ اس ماحول میں ایڈجسٹ ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔ مگر آج وہ پہلی بار اس طرح کسی ایسی جگہ پر آئی تھی جہاں بہت سے لوگ تھے۔

فری آدھے گھنٹہ کے بجائے ایک گھنٹہ کے بعد آئی تھی۔ موی کو دیکھ کر وہ مسکرائی۔ ''سوری بھئی مجھے کچھ دیر ہوگئی مگر ایسی جگہوں پر دیر ہو ہی جاتی ہے۔ خیر کیسی لگی تمہیں یہ نمائش؟'' اس نے موی کے ساتھ باہر نکلتے ہوئے کہا تھا۔

''پتا نہیں؟''

''کیا مطلب؟ تصویریں اچھی نہیں لگیں؟''

''میں نے تصویریں دیکھیں ہی نہیں۔ میں تو آپ کا انتظار کر رہی تھی وہاں کھڑے ہو کر۔'' فری نے ٹھٹھک کر اس کا چہرہ دیکھا تھا۔

''کیا مطلب؟ تم ایک گھنٹہ وہیں کھڑی رہیں؟''

''ہاں''

''فری نے بے یقینی سے اس کا چہرہ دیکھا۔ I can't believe it (مجھے یقین نہیں آرہا) تم سے کس نے کہا تھا کہ تم یہیں کھڑی ایک گھنٹہ میرا انتظار کرتی رہو۔''

''فری کو اب غصہ آرہا تھا۔ واصف بھی دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''آپ نے کہا تھا کہ میں۔''

فری نے اس کی بات کاٹ دی تھی۔ ''میں نے کہا تھا کہ میں آدھ گھنٹہ کے بعد تم سے یہیں ملوں گی تو اس کا مطلب تھا کہ آدھ گھنٹہ تک تم بھی اِدھر اُدھر پھر کر تصویریں دیکھ سکتی ہو۔'' وہ اب کچھ نہیں بولی۔

''کوئی بات نہیں ہو جاتا ہے ایسا، اب میں تو آفس جا رہا ہوں۔''

واصف نے معاملہ رفع دفع کرتے ہوئے کہا تھا۔ وہ فری کے ساتھ اس کی گاڑی کی طرف آ گئی۔ فری نے کار میں بیٹھتے ہی ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

''تم بھی عجیب چیز ہو مومی! اس طرح کیسے رہو گی لوگوں کے ساتھ؟''

وہ چپ رہی تھی۔ فری اسے ایک آئس کریم پارلر پر لے گئی تھی اور وہاں اس نے اپنے اور اس کے لیے آئس کریم منگوائی۔ آئس کریم کھانے کے دوران بھی فری اپنے ذہن سے گیلری والی بات نکال نہیں پائی۔ شام کو ولید آیا تھا اور اس کے آنے پر فری نے ایک بار پھر وہی قصہ دہرانا شروع کیا تھا۔

''اب دیکھو نا، یہ آج مومی نے کیا کیا۔ میں اسے اپنے ساتھ۔''

پورے دن میں پہلی بار مومی کا چہرہ خجالت سے سرخ ہوا اور پہلی بار اسے فری بری لگی تھی۔ ولید نے پورا قصہ سن کر ایک نظر اس پر ڈالی۔ سر جھکائے کرسی کے ہتھے کو انگلیوں کے ناخنوں سے رگڑتی ہوئی وہ خاموش بیٹھی تھی۔ وہ کچھ کہنے لگا تھا پھر کہتے کہتے رک گیا۔

''ویسے کیسی تھی نمائش؟ کون سے آرٹسٹ کی تصویریں تھیں؟'' اس نے یک دم موضوع بدل دیا۔

''نمائش تو اچھی ہی تھی این سی اے کے کچھ لوگوں کی پینٹنگز تھیں اور کچھ اور آرٹسٹ تھے۔ مگر کوئی بھی مشہور یا بڑا نام نہیں تھا۔ سارے ہی نئے لوگ تھے۔ بعض کی تو میرا خیال ہے، یہ پہلی ہی نمائش تھی۔'' وہ اسے تفصیلات بتانے میں مصروف ہو گئی تھی۔ مومی نے سکون کا سانس لیا تھا۔ وہ تھوڑی دیر فری اور فراز سے گفتگو میں مصروف رہا تھا پھر خلاف معمول اٹھ کھڑا ہوا۔

''کیا بات ہے۔ آج اتنی جلدی کس بات کی ہے؟'' فراز نے اس سے پوچھا تھا۔

''نہیں کسی چیز کی جلدی نہیں ہے، بس گھر جانا ہے۔'' وہ اس وقت بہت سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

''کیوں شام کا کوئی پروگرام طے کر رکھا ہے؟''

فری کا لہجہ معنی خیز تھا مومی نے چونک کر پہلے اسے اور پھر ولید کو دیکھا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

''نہیں، کوئی پروگرام نہیں ہے۔ بس گھر پر ہی تھوڑا کام ہے۔''

وہ کمرے سے نکل گیا تھا۔ مومی الجھی ہوئی نظروں سے فری کو دیکھتی رہی جو دوبارہ فراز سے باتوں میں مصروف ہو گئی تھی۔



اس دن کے بعد سے وہ کبھی کبھار فرح اور ثمین کے ساتھ باہر جانے لگی تھی۔ مارکیٹ، لائبریری، تھیٹر، کلب ثمین کی زندگی ان چار چیزوں کے گرد گھومتی تھی۔ وہ انگلش میں ماسٹرز کر رہی تھی اور یونیورسٹی سے واپس آنے کے بعد اس کا زیادہ تر وقت انہی جگہوں پر گزرتا تھا۔ زیادہ تر اس کی فرینڈز اس کے ساتھ ہوتی تھیں۔ مگر اب وہ موی کو بھی ساتھ لے جایا کرتی تھی اور موی کسی دو سال کے بچے کی طرح اس کی انگلی تھامے اس کے ساتھ ساتھ چلتی جاتی۔ لائبریری میں جانا اسے اچھا لگتا تھا کیونکہ وہاں کتابیں ہوتی تھیں اور کتابیں اسے ہمیشہ سے ہی اٹریکٹ کرتی رہی تھیں۔ مگر باقی تمام جگہوں پر وہ خود کو کسی پیراسائٹ کی طرح محسوس کرتی جو خود سے کچھ کرنے کے قابل نہیں ہوتا تھا۔

فرح سائیکالوجی میں ایم ایس سی کرنے کے بعد آج کل کسی این جی او کے ساتھ کام کر رہی تھی۔ اس کا سارا دن وہیں گزرتا تھا۔ شام کو گھر آنے کے بعد بھی کمپیوٹر پر رپورٹس بناتی رہتی اور جس دن چھٹی ہوتی تھی اس دن بھی اس کی اپنی ہی سرگرمیاں ہوتی تھیں۔ فراز ہاؤس جاب کرنے میں مصروف تھا اور اس کے کوئی طے شدہ اوقات نہیں تھے۔ بعض دفعہ وہ پورا دن گھر پر رہتا اور بعض دفعہ پوری رات غائب رہتا۔ مبشر LUMS سے ایم بی اے کرنے میں مصروف تھا اور وہ صرف شام گئے ہی گھر لوٹا کرتا تھا پھر وہ کہیں نہ کہیں چلا جایا کرتا تھا۔ تائی کا اپنا سوشل سرکل بہت وسیع تھا۔ انہوں نے بھی سوشل ورک کے لیے ایک این جی او جوائن کر رکھی تھی۔ وہ فری جتنی مصروف نہیں تھیں مگر پھر بھی وہ تقریباً سارا دن نہیں تو شام کو ضرور کہیں نہ کہیں چلی جایا کرتی تھیں اور تایا ہمیشہ دس بجے کے بعد ہی گھر آتے تھے۔ سارا دن پورا گھر نوکروں کے سر پر رہتا تھا اور موی بے مقصد پورے گھر کے چکر لگاتی رہتی۔ اپنے گھر کے برعکس یہاں اس کے سر پر کوئی ذمہ داری نہیں تھی۔ ہر کام کے لیے ملازم موجود تھا۔ وہ کبھی کوئی کتاب پڑھتی رہتی یا پھر گھر میں آنے والے اخبارات اور میگزینز کا مطالعہ کرتی۔

اس دن بھی وہ صبح سب کے جانے کے بعد لان میں نکل آئی تھی۔ سردیوں کے اوائل کے دن تھے۔ لان میں ہلکی ہلکی خوشگوار دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ لان میں پھرتی رہی پھر وہاں چلتے پھرتے وہ ولید کے گھر کے لان کی طرف چلی گئی تھی۔ لکڑی کا چھوٹا سا دروازہ دوسری طرف سے بند تھا۔ اس نے دروازہ کے اوپر سے ہاتھ ڈال کر اسے کھول لیا۔ دوسری طرف بھی اتنا وسیع و عریض لان تھا جتنا اس کے تایا کا تھا۔ وہ پہلی بار اس طرف آئی تھی۔ لان میں کوئی نہیں تھا۔ گھر میں بھی خاموشی تھی۔ وہ جانتی تھی اس وقت وہ سب بھی اپنے اپنے آفس میں ہوں گے۔ ہاں بس ولید کی امی گھر پر ہوں گی۔

وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے گھر کے عقب میں آگئی تھی اور وہاں اُس نے چند بڑے بڑے کچھ پنجرے اور خرگوش کا ڈربہ دیکھا تھا وہ پاس چلی گئی۔ سات فٹ اونچے ایک چوڑے سے پنجرے میں اس نے آسٹریلین طوطے دیکھے تھے۔ پاس پڑے ایک اور پنجرے میں کچھ تیتر تھے اور اس کے پاس ڈربے میں کچھ خرگوش چہل قدمی کر رہے تھے۔ وہ باری باری ہر پنجرے کا جائزہ لیتی رہی۔ پھر دوبارہ آسٹریلین طوطوں کے پنجرے کے پاس آگئی تھی کچھ طوطے پنجروں کے اندر لگے ہوئے تار پر جھول رہے تھے کچھ پنجرے کے اندر اڑ رہے تھے۔ اس نے انہیں گننے کی کوشش کی تھی، وہ تعداد میں نو تھے۔ اس کے لیے ان کی سرگرمیاں بہت دلچسپ تھیں۔ وہ وہیں کھڑی پنجرے کی جالی کے سوراخوں میں انگلیاں پھنسائے ماتھا جالی سے ٹکائے انہیں دیکھتی رہی وہ جب اڑتے ہوئے اس کے سامنے والی جالی کے پاس سے گزرتے تو ان کے پروں کی ہوا وہ اپنے چہرے پر محسوس کرتی

پھر پتا نہیں کیا ہوا تھا ایک طوطا اچانک اس کی انگلیوں پر جھپٹا۔

مومی کے حلق سے چیخ نکلی تھی اس نے پھرتی سے اپنی انگلیوں کو جالی کے سوراخوں سے نکالنے کی کوشش کی۔ مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ طوطا اب اڑ کر واپس جا چکا تھا۔ اس نے خوف زدہ ہو کر اپنے ہاتھ کو دیکھا دائیں ہاتھ کی درمیان والی انگلی کے ناخن کے پاس سے کچھ گوشت غائب تھا۔ اس کی انگلی میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ دوسرے ہاتھ سے اس نے انگلی کو دبا کر خون بند کرنے کی کوشش کی تھی اور تب ہی اس نے ایک آواز سنی تھی۔

''کیا ہوا مومی؟'' اس نے چونک کر دیکھا وہ کچھ دور برآمدے کے عقبی دروازے میں کھڑا تھا۔ اب وہ اور آگے آ گیا تھا۔ اس کے پیچھے مومی نے نبیلہ آنٹی کو نکلتے دیکھا تھا اب وہ اس کی طرف آ رہا تھا۔ مومی نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔ وہ اب دوبارہ اپنی ایک اور حماقت کی وجہ سے موضوع گفتگو بننا نہیں چاہتی تھی۔

''کیا ہوا ہے؟'' وہ اب اس کے پاس آ گیا تھا۔ مومی نے مسکرانے کی کوشش کی۔

''کچھ نہیں بس ایسے ہی۔''

''چیخی کیوں تھیں؟''

''وہ......'' اس نے کچھ کہنے کی کوشش کی تھی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ولید کی تیز نظریں فرش پر پڑے ہوئے خون کے قطروں کو دیکھ چکی تھیں۔

''یہ ہاتھ جو پیچھے کیا ہوا ہے، یہ دکھاؤ ذرا۔'' اس نے ایک گہرا سانس لے کر ہاتھ آگے کر دیا تھا ولید نے اس کا ہاتھ پکڑ کر انگلی کا معائنہ کیا تھا۔ پھر جیب میں رومال دیکھنے کی کوشش کی تھی۔

''لاؤ تمہارے ہاتھ پر کچھ لگا دوں۔'' وہ رومال نہ ملنے پر اس کا ہاتھ پکڑ کر چلنے لگا تھا۔

''نہیں میں ٹھیک ہوں۔ میں خود'' اس نے روکنے کی کوشش کی تھی۔

''کوئی بات نہیں میں لگا دیتا ہوں۔'' اس کا لہجہ بالکل حتمی تھا۔ وہ بے بسی سے اس کے ساتھ چلتی رہی۔ نبیلہ آنٹی وہیں برآمدے میں کھڑی تھیں۔ اسے دیکھ کر انہوں نے تشویش بھرے انداز میں پوچھا تھا۔

''کیا ہوا ہے مومنہ؟''

''کچھ نہیں ممی! انگلی پر زخم لگ گیا۔ شاید طوطے نے کاٹا ہے۔'' ولید نے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا تھا نبیلہ آنٹی نے ایک گہری سانس لی۔

''میں تو ڈر ہی گئی تھی کہ پتا نہیں کیا ہوا ہے''

وہ ان کی بات پر کچھ شرمندہ ہو گئی۔

''زیادہ کاٹ لیا ہے؟'' انہوں نے مومی کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

''ہاں ممی کچھ زیادہ ہی کاٹ لیا ہے، میں بینڈ ایج کر دیتا ہوں۔ میرا ناشتہ ادھر لاؤنج میں ہی لے آئیں۔'' وہ اس کا ہاتھ پکڑے اندر سے آ گیا تھا۔ وہ کچن کا عقبی دروازہ تھا جو برآمدے میں کھلتا تھا۔ وہ اسے ساتھ لیے کچن سے گزر کر اندر لاؤنج میں آ گیا تھا۔

''بیٹھو میں ابھی آتا ہوں۔'' وہ اسے وہاں بٹھا کر غائب ہو گیا تھا چند منٹوں کے بعد وہ فرسٹ ایڈ باکس کے ساتھ نمودار ہوا تھا وہ اتنی دیر بائیں ہاتھ سے انگلی کو دبا کر خون روکنے میں مصروف رہی۔ اس نے دو منٹ سے بھی کم وقت میں بڑے ماہرانہ طریقے سے اس کا ہاتھ صاف کر کے بینڈ ایج کر دی تھی۔ ''یہ سامنے واش روم ہے وہاں جا کر ہاتھ دھو لو''

اس نے فرسٹ ایڈ باکس بند کرتے ہوئے اس سے کہا تھا۔ وہ کسی معمول کی طرح واش روم میں چلی گئی۔ بڑی احتیاط سے اس نے اپنے خون آلود ہاتھ دھوئے، جب وہ واپس آئی تو وہ ایک بار پھر فرسٹ ایڈ باکس کے ساتھ غائب ہو چکا تھا اور نبیلہ آنٹی وہاں ناشتے کی ٹرے کے ساتھ موجود تھیں۔ اسے دیکھ کر وہ مسکرائیں۔

''آ جاؤ ناشتہ کر لو'' انہوں نے اسے آفر کی تھی۔

''نہیں، میں ناشتہ کر چکی ہوں۔''

''تو پھر چائے پی لو...... آ جاؤ'' انہوں نے اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر چائے بنانا شروع کر دی تھی۔ وہ کچھ جھجکتے ہوئے ان کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

انہوں نے چائے کا کپ اسے تھما دیا تھا۔ وہ چائے کا پہلا سپ لے رہی تھی جب وہ آ گیا تھا۔ سامنے صوفہ پر بیٹھ کر ناشتہ کی ٹرے ٹیبل پر اپنی طرف کھینچ کر اس نے ناشتہ کرنا شروع کر دیا تھا۔

''ولید کو آج بخار تھا، اس لیے یونیورسٹی نہیں گیا۔ دیر سے اٹھا تھا۔''

موی کو یاد آیا، اس کا ہاتھ بہت گرم تھا۔

''یہ ابھی کچن میں گیا تھا اور میں نے ناشتہ بنانا شروع کیا تھا کہ تمہاری چیخ کی آواز سنی۔ مجھے تو پتا نہیں تھا کہ چیخ کس کی ہے مگر ولید فوراً پہچان گیا۔ میں تو بڑی پریشان ہو گئی تھی کہ پتا نہیں کیا ہو گیا ہے۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ خیریت ہی رہی۔''

نبیلہ آنٹی آہستہ آہستہ باتیں کر رہی تھیں۔ انہوں نے ایک پلیٹ میں فروٹ کیک پیس نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔

''نہیں میں بس چائے پیوں گی۔'' اس نے انکار کیا تھا۔

''یہ کیک میں نے خود بنایا ہے، ولید کو بہت پسند ہے، تم کھا کر تو دیکھو۔''

نبیلہ آنٹی نے پلیٹ اس کے ہاتھ میں تھما دی تھی۔ اس نے کچھ حیرانی سے ولید اور نبیلہ آنٹی کو دیکھا تھا پھر وہ کیک کھانے لگی۔ نبیلہ آنٹی سے چند دن پہلے بھی اس کی ملاقات ہو چکی تھی۔ تب وہ اس کی تائی کے ساتھ کسی فنکشن پر جانے کے لیے آئی تھیں۔ اسے تائی کی نسبت وہ بہت سادہ مزاج لگی تھیں۔ لیکن پھر...... چائے پینے کے بعد وہ نبیلہ آنٹی سے اجازت لے کر باہر نکل آئی تھی۔ اس کا ذہن بری طرح الجھا ہوا تھا۔ وہ لان میں

سے گزر رہی تھی جب اس نے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سنی تھی۔ وہ پیچھے مڑی تھی۔ ولید اس کی طرف آ رہا تھا۔

''میں نے تمہیں آواز دی تھی تم نے سنا نہیں۔''

اس نے اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر کہا تھا۔ قریب آ کر اس نے جیب سے اپنا والٹ نکالا۔ وہ اسے دیکھ رہی تھی پھر اس نے کچھ نوٹ اس کی جانب بڑھا دیے۔

''یہ تمہارا قرض ہے۔ میں نے تم سے کہا تھا نا کہ جلد واپس کر دوں گا۔''

ایک عجیب سی مایوسی نے مومی کو اپنے حصار میں لے لیا۔

''مگر میں نے آپ سے کہا تھا کہ۔''

ولید نے اس کی بات کاٹ دی۔

''ہاں مجھے یاد ہے تم نے کیا کہا تھا۔ مگر کوئی بات نہیں۔ میں دوبارہ تم سے لوں گا۔ مجھے ضرورت پڑتی ہی رہتی ہے ایک بار واپس کروں گا تو پھر ہی دوبارہ مانگ سکوں گا۔ اب پکڑ لو نا نہیں۔''

اس نے اتنے حتمی انداز میں کہا تھا کہ اس نے روپے پکڑ لیے۔

''ایک بار پھر سے شکریہ۔'' وہ مسکراتا ہوا کہہ کر اندر چلا گیا تھا۔ وہ تھکے تھکے قدموں سے اپنے لان میں آ گئی۔

نبیلہ آنٹی اسے کہیں سے بھی سخت گیر سوتیلی ماں نہیں لگی تھیں اور ابھی کچھ دیر پہلے وہ جس طرح ولید کے بارے میں بات کر رہی تھیں۔ اس سے بھی ایسا نہیں لگتا تھا کہ وہ ولید کو ناپسند کرتی ہیں اور خود ولید کا رویہ بھی بہت نارمل تھا مگر ویسے وہ کہتا ہے کہ۔''

اس کا ذہن ایک بار پھر سوچنے میں مصروف تھا۔

''مگر ہو سکتا ہے نبیلہ آنٹی دوسروں کے سامنے کچھ دکھاوا کرتی ہوں۔ ظاہر ہے وہ ہر ایک کے سامنے تو اس کے لیے اپنی ناپسندیدگی اور نفرت ظاہر نہیں کریں گی۔'' اس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا تھا۔

''خود میری امی بھی تو یہی کرتی تھیں۔ دوسروں کے سامنے جتاتی تھیں کہ وہ مجھ میں اور اپنی بیٹیوں میں کوئی فرق نہیں کرتیں۔ انہیں میری بھی اتنی ہی پرواہ رہتی ہے جتنی اپنی بیٹیوں کی اور ہر ایک ان کی بات پر یقین کر لیتا تھا۔ کسی نے کبھی کوئی سوال کرنے کی کوشش ہی نہیں کی نہ اس سے پوچھنے کی کوشش کی تھی اور اگر کبھی کوئی اس سے پوچھنے کی کوشش کرتا تو وہ کبھی ولید کی طرح سچ نہیں بتا سکتی تھی۔ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی۔ اس کی تھکن میں کچھ اور اضافہ ہو گیا تھا۔ انگلی میں اب بھی درد ہو رہا تھا۔



اسے وہاں آئے دوسرا مہینہ ہونے والا تھا۔ آہستہ آہستہ وہ اکیلی بھی گھر سے باہر جانے لگی تھی۔ گھر کے پاس موجود پارک میں۔ قریبی مارکیٹ میں۔ لائبریری میں کبھی وہ خود ہی پیدل وہاں چلی جاتی اور بعض دفعہ ڈرائیور اسے وہاں چھوڑ آتا تھا۔ اس کی زندگی کا کینوس آہستہ آہستہ وسیع ہونے لگا تھا۔

پہلے کی طرح اب اسے کہیں جانے کے نام پر گھبراہٹ نہیں ہوتی تھی۔

اس شام وہ سب ایک بار پھر اکٹھے تھے۔

''تم نے ایک چیز نوٹ کی ہے فراز؟'' فری نے ولید کو دیکھتے ہوئے کچھ عجیب سے انداز میں کہا تھا۔

''کون سی چیز؟''

''یہ اس ماہ ولید کی تیسری نئی شرٹ ہے اور دیکھو جاگرز بھی نئے ہیں کیا بات ہے ولید صاحب! کوئی خزانہ ہاتھ آ گیا ہے۔''

مومنہ نے ولید کی طرف دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

''بس میرے پاس کچھ روپے آ گئے تھے۔ میں نے سوچا کہ چلو اور کچھ نہیں تو اس ماہ کچھ شرٹس اور جاگرز ہی لے لیتا ہوں۔''

اس بار مومی نے بے اختیار اسے دیکھا تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے کرسی پر جھول رہا تھا۔

''بڑی حیرانی کی بات ہے ولید صاحب کہ آپ کو بھی یہ خیال آ گیا شرٹس اور جاگر ایک بار خرید و اور ہمیشہ استعمال کروالے آئیٹم میں سے نہیں ہیں۔ اب باقی چیزیں بھی لے ہی لینا جن کی تمہیں کئی سالوں سے اشد ضرورت ہے۔'' اس بار فراز نے اسے مشورہ دیا تھا۔

''مثلاً؟''

''مثلاً چند عدد جرابوں کے جوڑے، کچھ رومال، اپنی ذاتی شیونگ کٹ، ایک اچھا اور ذاتی ہیئر برش، چند ٹائیاں، کچھ بیلٹس۔'' فراز نے ایک لمبی لسٹ گنوادی تھی۔ ولید بڑی سنجیدگی سے کرسی پر جھولتا ہوا اسے دیکھتا رہا۔

''اس سے کیا ہوگا؟''

''اس سے یہ ہوگا عالی جاہ! کہ مجھے ہر دس دن بعد نئی شیونگ کریم اور ریزر نہیں خریدنا پڑے گا اور ہر ماہ میرے کمرے سے کوئی ہیئر برش اور ٹائی چوری نہیں ہوگی اور میری وارڈروب میں میری حق حلال کی کمائی سے خریدی ہوئی کچھ اشیاء ضرور پائی جائیں گی۔''

فری نے فراز کی بات پر قہقہہ لگایا تھا۔ مومی نے ولید کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر خجالت کے کوئی آثار نہیں تھے۔

''میرے پاس اگر ان چیزوں کو خریدنے کے لیے فالتو روپے ہوں تو میں کبھی تمہاری گھٹیا اور تھرڈ کلاس چیزیں استعمال نہ کروں، لیکن مجبوری ہے، تم لوگ تو میرے حالات جانتے ہی ہو، میں کتنی مشکل سے گزر بسر کرتا ہوں۔ یہ جاننے کے باوجود تم اس طرح میرا مذاق اڑا رہے ہو، تمہیں شرم آنی چاہیے فراز۔''

اس نے فراز کو جھڑکا تھا۔

''میں جانتا ہوں کہ تم کتنی مشکل سے گزر بسر کرتے ہو اور کہاں سے گزرتے ہو اور کہاں بسر کرتے ہو، یہ بھی اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس لیے مجھے تمہاری اس ٹریجڈی پر کوئی ترس نہیں آ رہا۔ اگر تمہارا خیال ہے کہ تمہارے یہ جذباتی مکالمات سن کر میں یا دوسرے پھوٹ پھوٹ کر روئیں گے اور تمہیں گلے لگا کر تسلی دیں گے تو اس کا بھی کوئی امکان نہیں ہے۔ اس لیے تم اپنے حالات زندگی کسی اور موقع کے لیے اٹھا رکھو۔'' فراز نے بڑی

بے رخی سے اس سے کہا تھا۔

''چنگیز خان جب مرا ہوگا تو فراز جلیل پیدا ہوا ہوگا۔'' اس بار ولید نے اس سے کہا۔

''تعریف کا شکریہ شاید تمہیں معلوم نہیں کہ چنگیز خان میری پسندیدہ شخصیت ہے ہسٹری میں۔'' فراز کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

''ویسے آج کل بائیک پر کیوں آ جا رہے ہو؟ گاڑی کو کیا ہوا؟'' فراز کی بات پر مومنہ ایک بار پھر چونکی تھی۔

''شکر کرو، بائیک پر آ جا رہا ہوں پیدل نہیں۔ یہ سب ممی کی کرامات ہیں۔ انہوں نے گاڑی کی چابی واپس لے لی۔ میں نے بھی مانگنے کی کوشش نہیں کی۔ اس کھٹارا کا احسان میں اور اپنے کندھے پر کیوں لوں۔ اچھا ہے رکھ لیں اپنے پاس۔ میرے پاس تو پہلے بھی پٹرول کے لیے پیسے نہیں ہوتے تھے۔ مجھے سفید ہاتھی پال کر کیا کرنا تھا۔'' اس نے کرسی پر جھولتے ہوئے بازو پھیلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں پٹرول کے لیے تمہارے پاس روپے نہیں ہوتے، ہوٹلنگ کے لیے ہوتے ہیں۔ لڑکیوں کو تحفے تحائف دینے کے لیے ہوتے ہیں اچھا ہے۔ آنٹی نے گاڑی لے لی ہے۔ تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تمہیں گاڑی تو کیا بائیک بھی دی جائے۔''

ثمین نے کافی اکھڑے ہوئے انداز میں کہا تھا۔ مومی سن ہو گئی تھی۔ ولید نے کرسی جھلانا بند کر دیا۔

''بس یہی خرابی ہے تم لڑکیوں میں جب اور کچھ کہہ نہیں سکتیں تو فوراً الزام لگانے پر آ جاتی ہو۔ شک کرتی ہو۔ اگلا لاکھ صفائیاں دے مگر تم تو کبھی ماننے پر تیار ہی نہیں ہوتیں۔ تمہاری بات تو جیسے پتھر پر لکیر ہوتی ہے۔ میرے جیسے بندے کے پاس لڑکیوں کے لیے وقت کہاں ہوتا ہے اور لڑکیاں وہ بھی تو بندہ دیکھتی ہیں۔ مجھ میں ایسا ہے کیا کوئی مجھ سے دوستی کرے گی۔''

مومی کو اس پر ترس آیا۔

''تم جیسا بندہ اور بے چارا۔ اچھی طرح جانتی ہوں میں۔ ابھی کل شام کو بھی نبیلہ آنٹی تمہارے کارنامے سنا رہی تھیں ماما کو۔''

''ممی کی بات مت کرو۔ انہیں تو مجھے بدنام کرنے کے علاوہ کوئی کام ہی نہیں ہے۔ ہر ایک کے پاس جا کر میرے ہی قصے سناتی رہتی ہیں، کبھی واصف اور عثمان کا ذکر سنا ہے تم نے۔''

''ان دونوں کا تو تم نام نہ لو ان کا ذکر وہ کیوں کریں وہ تمہارے جیسے کام نہیں کرتے۔'' اس بار فرح نے بگڑ کر کہا تھا۔

''دیکھا تمہارے میاں کا نام لیا تو کس طرح کرنٹ لگا ہے تمہیں۔ کتنا اندھا اعتماد ہے تمہیں واصف پر۔''

اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

''ہاں ہے کیونکہ مجھے اس کا اچھی طرح پتا ہے اور اس بار اس سے ملوں گی تو تمہاری پوری گفتگو سناؤں گی۔'' فری نے اسے دھمکایا تھا۔

''تم تو ہمارے گھر آنے سے پہلے ہی مجھے وہاں سے نکلوا دینا چاہتی ہو۔''

''تم اپنی حرکات ٹھیک کر لو تو ایسی نوبت نہیں آئے گی ورنہ وہی ہوگا جو تم کہہ رہے ہو۔''

فری اسے مسلسل دھمکا رہی تھی۔ مومی کا دل اچاٹ ہوتا گیا وہ اٹھ کر باہر لان میں آ گئی تھی۔ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا اس کے ساتھ بھی تو یہی ہوا تھا۔

جب امی نے بڑے ہوتے ہی معمولی باتوں پر روک ٹوک شروع کر دی تھی۔ چھت پر مت جاؤ، دروازے پر کیوں گئی تھی۔ کالج سے اتنی دیر کیوں ہوئی؟ یہ رسالہ کیوں پڑھ رہی ہو؟ شروع میں وہ بہت حیران ہوتی تھی اس کے لیے ان سوالوں کی نوعیت نئی تھی اگر چھت پر جاؤں گی تو کیا ہوگا۔ ان کا گھر جس کالونی میں تھا وہاں گھر کافی فاصلے پر تھے اور اکثر اوقات ویرانی ہی رہتی تھی۔ چھتوں پر کوئی تب ہی چڑھتا تھا جب کوئی کام ہوتا ورنہ لوگ زیادہ تر اپنے گھروں میں ہی مقید رہتے تھے۔ وہ سردیوں میں کبھی کبھار دوپہر کے وقت چھت پر چلی جایا کرتی تھی اور اس چیز نے امی کو بہت ناراض کر دیا تھا۔

ایک بار ڈانٹ کھانے کے بعد اس نے کبھی چھت کا رُخ نہیں کیا۔ وہ امی سے خوفزدہ ہوگئی۔ وہ ہر روز کالج سے آنے کے بعد بہت غور سے اس کا چہرہ دیکھا کرتی تھیں۔ یوں جیسے کچھ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ وہ نظریں پہچاننے لگی تھی۔ اس لیے گھبرا جاتی تھی اور اس گھبراہٹ نے امی کے دل میں شکوک کو اور تقویت دی تھی۔ ان کے سارے اعتراضات صرف اسی کے لیے ہوتے تھے۔ اس کی باقی چار بہنوں کے لیے نہیں۔ وہ چھت پر بھی جایا کرتی تھیں۔ کالج سے واپسی پر اکثر اوقات دوستوں کے گھر بھی چلی جایا کرتی تھیں۔ اپنی مرضی کے میگزینز بھی پڑھا کرتی تھیں۔ ان پر اس طرح کی کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی تھی شاید امی مجھ پر اعتبار نہیں کرتیں۔ وہ ہر بار سوچ کر بجھ جاتی تھی۔

اسے یاد تھا، وہ اپنے ماموں کے بیٹے کی شادی پر گئی ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے اس کی امی اور ابو کو بھی بلوایا ہوا تھا۔ خلاف توقع اس کی امی وہاں جانے پر تیار ہوگئی تھیں۔ اسے حیرانی ہوئی تھی کیونکہ امی آج تک کبھی اس کے ننھیال نہیں گئی تھیں، مگر وہ خوش تھی۔ وہاں جا کر بھی اس کی خوشی کم نہیں ہوئی تھی۔ ماموں نے شادی پر اس کے لیے بھی کپڑے سلوائے ہوئے تھے اور وہ تینوں دن وہی کپڑے پہنتی رہی تھی اس کے ننھیال میں جوائنٹ فیملی سسٹم تھا۔ سب کزنز آپس میں بہت بے تکلف تھے۔ وہ شادی کی تقریبات کے دوران اس سے بھی چھیڑ چھاڑ کرتے رہے ولیمہ کی تقریب سے واپس آنے کے بعد اس کی امی بہت خاموش تھیں۔ وہ ان کا خراب موڈ محسوس کر رہی تھی۔ لیکن اسے اس کی وجہ معلوم نہیں تھی۔ اگلے ہفتے ماموں نے اسے بلایا تھا وہ ایک چھوٹی سی دعوت کر رہے تھے۔ اس نے فوراً ہامی بھر لی۔

''آئندہ تم کبھی اپنے ننھیال نہیں جاؤ گی۔ تمہاری امی کو وہ لوگ پسند نہیں آئے۔ بہت چھچھورے لوگ ہیں اور تم اب چھوٹی نہیں ہو، بڑی ہوگئی ہو۔ تمہاری امی نہیں چاہتیں کہ تم وہاں جا کر خراب ہو۔''

اجازت مانگنے پر اس کے ابو نے بڑے واضح لفظوں میں اسے بتا دیا تھا۔ وہ بے یقینی کے عالم میں انہیں دیکھتی رہی۔ اسے لگا تھا کسی نے اس کا گلا دبانا شروع کر دیا تھا اس نے کچھ نہیں کہا تھا۔ ماموں کے دوبارہ فون کرنے پر ابو نے ان سے بھی یہی کہا تھا۔ انہوں نے دوبارہ فون نہیں کیا۔

اس کے بی اے کرنے کے بعد ابو نے اسے آگے پڑھنے سے روک دیا تھا۔ وہ اس کی شادی کر دینا چاہتے تھے۔ اس نے آگے پڑھنے پر اصرار نہیں کیا۔

ان ہی دنوں اس کے ابو اپنے کسی دوست کے بیٹے کا رشتہ اس کے لیے لائے تھے۔ لڑکا انجینئر تھا اور فیملی بہت اچھی تھی۔ وہ لوگ اسے پسند کرنے کے بعد انگوٹھی پہنا گئے تھے۔ اس کے بعد گھر میں عجیب قسم کی ٹینشن پیدا ہوگئی۔ امی نے اس سے بات کرنا چھوڑ دی تھی۔ وہ معمولی معمولی باتوں پر ابو سے جھگڑنے لگتیں۔ مومنہ کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا دو ہفتے کے بعد ابو کچھ شرمندہ شرمندہ اس کے پاس آئے تھے۔

''اب ان کا ارادہ بدل گیا ہے، وہ تمہاری بجائے روبینہ کا رشتہ مانگ رہے ہیں۔ رشتہ بہت اچھا ہے اور تمہیں پتا ہے تمہاری چار بہنیں اور ہیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ روبینہ کی شادی وہاں کر دیں۔'' اس کے ابو نے اسے بتایا تھا۔ اس نے خاموشی سے انگوٹھی اتار کر انہیں تھما دی۔

''اگر صرف اتنی سی بات سے گھر کا سکون بحال ہو سکتا ہے تو ٹھیک ہے۔''

اس نے سوچا تھا۔ دو ماہ کے بعد روبینہ کی شادی ہو گئی۔ شادی پر تایا کی فیملی بھی آئی ہوئی تھی۔ ایک ہفتے کے بعد جب وہ واپس جانے لگے تو مومنہ کو پتہ چلا تھا کہ اسے بھی ان کے ساتھ جانا ہے کیونکہ امی چاہتی ہیں، وہ کچھ عرصہ ماحول کی تبدیلی کے لیے وہاں رہ آئے۔ وہ اپنا سامان پیک کرنے کے بعد بہت شرمندگی کے عالم میں ان کے ساتھ لاہور آ گئی تھی۔

تایا اور تائی کی طرح باقی سب کا سلوک بھی اس کے ساتھ بہت اچھا تھا۔ کسی نے اس سے کچھ بھی کریدنے، کچھ بھی پوچھنے کی کوشش نہیں کی۔ ان کے گھر میں بہت جگہ تھی اور اس کے آنے سے کسی کی زندگی اور معمولات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ ہر ایک نے اس کے بے ضرر وجود کو قبول کر لیا تھا اور اب اسے یہاں آئے تین ماہ ہونے والے تھے اور ہر چیز آج بھی جیسے نئی لگ رہی تھی۔ ہر ماہ اسے اپنے ابو کی طرف سے چند ہزار روپے مل جاتے تھے۔ کچھ روپے اسے تایا بھی دے دیتے تھے اور وہ آج کل اپنے بے مصرف وجود کو کسی کام میں لانے کی کوشش کر رہی تھی۔ بہت دیر تک وہ لان میں بیٹھی اپنے ماضی کے بارے میں سوچتی رہی پھر عشاء کی اذان ہونے پر اندر آ گئی۔



''تم نے کبھی اندازہ لگانے کی کوشش کی ہے ولید! کہ تم Physically کتنے ان فٹ ہو سٹیمنا تمہارا اچھا نہیں ہے۔ باڈی تم Stretch نہیں کر سکتے۔ اچھا جمپ تم نہیں لگا سکتے اور دعوے تم بڑے بڑے کرتے ہو۔''

اس سہ پہر فراز اس کے ساتھ بیڈمنٹن کھیلتے ہوئے مسلسل بول رہا تھا۔ مومی نے ولید کا جائزہ لیا۔ واقعی اس کی حالت خاصی خراب تھی۔ اس کی شرٹ پسینے سے بھیگی ہوئی تھی اور وہ بری طرح ہانپ رہا تھا لیکن ریکٹ چھوڑنے پر آمادہ نہیں تھا۔

''ابھی بھی ہار مان جا میرے یار! ابھی بھی وقت ہے، واک اوور دے دو مجھے مبشر کے ساتھ گیم کرنے دو۔''

''ایسے ہی کرنے دوں میں کوئی فوت تو نہیں ہوا۔ جب تک زندہ ہوں میدان نہیں چھوڑوں گا۔''

وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہا تھا۔

''کتنے جنازے اٹھائے گا اپنی کورٹ سے شٹل کاک کے، شرم کر ولید! چھوڑ دے ریکٹ۔ میں ہوں نا تیرا دوست تیرا ساتھی حساب بے باق کرنے کے لیے۔ دیکھ میں ابھی اسے کیسے لوہے کے چنے چبواتا ہوں۔'' مبشر اسے پھسلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ اس نے گیم پوری کر کے ہی چھوڑی۔

''چلو اب ڈبلز کا میچ کھیلتے ہیں۔''

فری اور ثمین بھی اٹھ گئی تھیں۔ ولید ہانپتا ہوا مومی کے پاس چیئر پر آن بیٹھا۔ تولیے سے پسینہ خشک کرتے ہوئے اس نے مومی سے پوچھا تھا۔

''تم سارا دن کیا کرتی رہتی ہو؟''

''میں؟'' وہ اس کے سوال پر کچھ گڑبڑا گئی تھی۔

''میں...... میں کچھ بھی نہیں۔''

ویری گڈ میری Follower ہو'' موی کی رنگت سرخ ہوگئی۔

''کچھ پڑھائی لکھائی کی تھی یا؟'' ولید کا لہجہ معنی خیز تھا۔

''بی اے کیا ہے۔'' اس نے بے اختیار کہا۔

''وہ تو سب ہی کرتے ہیں۔ اس میں خاص بات کیا ہے اس سے آگے کچھ پڑھا ہے؟'' اس نے سر جھکا لیا۔

''ہاں بھئی، آج کل کی لڑکیوں کا پڑھائی میں دل کہاں لگتا ہے۔ بس رو دھو کر تھرڈ ڈویژن میں ایک ڈگری لے لیتی ہیں اور سمجھتی ہیں کمال کر دیا۔ پھر گھر بیٹھ جاتی ہیں کسی احمق کے انتظار میں۔'' اس نے حیرانی سے ولید کو دیکھا تھا۔ اس کا لہجہ آج بہت عجیب تھا۔

''تم موی کے بارے میں غلط اندازے مت لگاؤ۔ اس نے بی اے میں کالج میں ٹاپ کیا تھا، یہ تو بس۔ ارے ارے یہ فاؤل کر رہے ہو تم۔'' فری نے درمیان میں مداخلت کی تھی اور پھر بات کرتے کرتے وہ فراز کی طرف متوجہ ہوگئی۔ موی کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا تھا۔ پتا نہیں وہ کیا کہنے والی تھی۔

''اچھا واقعی عجیب بات ہے۔'' ولید نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

''تو پھر پڑھنا چھوڑ کیوں دیا۔ آگے بھی پڑھو کچھ نہ کچھ کرو۔ آج کل کے دور میں بہت ضروری ہوتا ہے۔''

وہ اسے پتا نہیں کیا سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ غائب دماغی کے عالم میں اس کی باتیں سنتی رہی۔

''آؤ موی! اب تم کھیلو۔'' ثمین اسی وقت ریکٹ لے کر اس کے پاس آ گئی تھی۔ شاید وہ کبھی بھی کھیلنے پر تیار نہ ہوتی مگر اس وقت وہ ولید کے پاس سے اٹھ جانا چاہتی تھی۔ اس لیے اس نے فوراً ریکٹ تھام لیا تھا۔

''فراز بھائی! مجھے تو کھیلنا نہیں آتا۔'' اس نے فراز کے پاس پہنچ کر آہستہ آواز میں کہا تھا۔

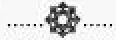
''یہاں کھیلنا آتا کس کو ہے۔ تم شروع کرو، خود بخود ہی آ جائے گا۔'' فراز نے اسے تسلی دی تھی۔ اس نے جھجکتے ہوئے سروس کروائی پہلی ہی سروس نیٹ میں جا کر لگی۔ اس نے شرمندگی سے فراز کو دیکھا۔ ''کوئی بات نہیں پھر کرواؤ۔'' فراز نے اس کی ہمت بندھائی۔

اس نے سروس کورٹ میں جا کر ایک بار پھر کانپتے ہاتھوں سے شٹل پھینکی۔ اس بار شٹل کاک نیٹ تک پہنچنے سے پہلے ہی گر گئی۔ اس نے تالیوں کی آواز پر چونک کر دیکھا تھا۔

''زبردست میں اور موی پارٹنر بن سکتے ہیں۔ ہم ایک جیسا برا کھیلتے ہیں۔''

ولید نے شوخ لہجے میں کہا تھا۔ وہ ریکٹ زمین پر رکھ کر تیزی سے لان سے نکل آئی۔ اپنے پیچھے اسے سب کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ اسے واپس بلا رہے تھے مگر وہاں رکی نہیں۔

''بس میرا دل نہیں چاہ رہا تھا کھیلنے کو، نہیں...... میں...... ناراض ہو کر تو نہیں آئی تھی۔'' تھوڑی دیر بعد سب لوگ اندر آ گئے تھے اور فری کے استفسار پر اس نے کہا تھا۔ ولیدان کے ساتھ نہیں آیا۔



پھر اس نے چند روز اسے نہیں دیکھا اور یہ ایک عجیب بات تھی ورنہ وہ دن میں کم از کم ایک چکر ضرور لگا جاتا تھا۔ اس کا جی چاہا تھا وہ فری سے اس کے نہ آنے کے بارے میں پوچھے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکی۔

''وہ کیوں نہیں آ رہا؟ کیا وہ ناراض ہو گیا ہے یا پھر وہ یہ سوچ رہا ہے کہ میں اس کی بات پر ناراض ہوں۔''

گھر میں کسی کو بھی اس کے نہ آنے پر کوئی حیرت تھی نہ تجسس اور اس چیز نے موی کو اور بھی پریشان کیا تھا۔ انہیں کچھ تو کہنا چاہئے اس کے بارے میں۔

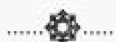
وہ ایک ہفتہ کے بعد آیا تھا۔ پہلے سے زیادہ خوبصورت اور ہشاش بشاش ہو کر۔ وہ اس وقت لان میں پھر رہی تھی جب اسے اسے اپنے لان سے نکل کر آتے دیکھا تھا اس نے موی کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر دور سے ہاتھ ہلایا اور پھر اس کی طرف آنے کے بجائے اندر چلا گیا وہ وہیں باہر لان کے چکر لگاتی رہی یہاں تک کہ اندھیرا گہرا ہو گیا۔ وہ اندر چلی آئی۔ لاؤنج سے سب کے ساتھ اس کے قہقہوں کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ وہ لاؤنج میں آنے کے بجائے سیدھا اوپر اپنے کمرے میں چلی آئی۔ جانتی تھی، وہ اب کھانا کھائے بغیر نہیں جائے گا اور وہ کھانے پر اس کا سامنا کرنا نہیں چاہتی تھی۔ کمرے کی لائٹ آف کرنے کے بعد وہ بستر پر لیٹ گئی تھی۔

کچھ دیر بعد اس نے دروازے پر دستک سنی اور پھر ملازم کو اپنا نام پکارتے سنا مگر وہ چپ چاپ لیٹی رہی۔ وہ جانتی تھی وہ اسے کھانے کے لئے بلانے آیا تھا۔ ملازم کچھ دیر تک دستک دینے کے بعد واپس چلا گیا تھا۔

اگلے دن وہ صبح سب کے ساتھ ناشتہ کر رہی تھی۔ جب وہ ایک بار پھر آ گیا تھا کسی کے کہے بغیر ہی وہ کرسی کھینچ کر ناشتہ کرنے بیٹھ گیا تھا۔ اس نے موی کو مخاطب نہیں کیا تھا۔ وہ ناشتہ کرتے ہوئے گاہے بگاہے اس کا چہرہ دیکھتی رہی، مگر وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ فری اور شین سے گفتگو میں مصروف تھا۔ وہ ناشتہ کرنے کے بعد وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔

پھر یہ جیسے ولید کی روٹین بن گئی تھی۔ وہ جب بھی وہاں آتا۔ باقی لوگوں سے باتیں کرتا رہتا اور اسے مکمل طور پر نظر انداز کر دیتا تھا۔ آہستہ آہستہ وہ خود بھی اس سے کترانے لگی تھی۔ وہ جب بھی وہاں آتا وہ خاموشی سے وہاں سے اٹھ جاتی تھی اور اگر وہ پہلے سے فراز اور فری کے پاس بیٹھا ہوتا تو وہ کبھی بھی پہلے طرح ان کے پاس نہیں آتی تھی۔

اسے وہاں آئے چار ماہ ہونے والے تھے اور ان چار ماہ میں جب بھی اس کے ابو نے فون کیا تھا، انہوں نے کبھی بھی اسے واپس آنے کے لئے نہیں کہا۔ تایا کے گھر وہ اگر خوش نہیں تھی تو ناخوش بھی نہیں تھی۔ یہاں گھر کی طرح کوئی اس کی وجہ سے ناخوش نہیں تھا نہ ہی گھر کی طرح کوئی اسے گھر سے نکالنا چاہتا تھا مگر وہ جانتی تھی پھر بھی یہ اس کا گھر نہیں تھا۔



اس دن واصف کا سالگرہ تھی اور وہ ان سب کو لنچ کے لئے پی سی لے کر گیا تھا۔ ولید اور عثمان دونوں ان کے ساتھ کسی مصروفیت کی وجہ سے نہیں گئے تھے۔ واپسی پر وہ اپنے گھر آنے کے بجائے ولید کے گھر ہی چلے گئے تھے۔ نبیلہ آنٹی باہر دھوپ میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ سب بھی اندر جانے کے بجائے ان کے پاس لان میں آ گئے تھے۔ کافی دیر تک وہ لنچ کے بارے میں ہی باتیں کرتے رہے۔ پھر پتا نہیں فری کو کیا خیال آیا تھا۔

''وہ تمہیں میں اس دن بتا رہی تھی نا موی کہ واصف کی اسٹڈی میں کتابوں کی اچھی کلیکشن ہے کسی دن دکھاؤں گی۔ اب دیکھنا چاہو تو جا کر دیکھ لو۔'' زفری نے اس سے کہا تھا۔

''میں کیسے جا سکتی ہوں اکیلے۔'' وہ دھیمی آواز میں بولی تھی۔

''چلی جاؤ موی! کوئی مسئلہ نہیں ہے یہ سامنے والا کمرہ میرا ہے پہلے والا عثمان کا ہے اور اس سے آگے والا ولید کا۔ میرے کمرے کے ساتھ چھوٹی سی اسٹڈی ہے۔ کمرہ لاکڈ ہے نہ ہی اسٹڈی روم، تم آرام سے جا سکتی ہو۔ کوئی مشکل ہو تو اندر کسی ملازم سے پوچھ لینا۔''

واصف نے راکنگ چیئر پر جھولتے ہاتھ اٹھا کر دوسری منزل کی طرف اشارہ کیا تھا۔ وہاں کچھ کمروں کی کھڑکیاں نظر آ رہی تھیں۔ وہ سب دوبارہ گفتگو میں مصروف ہو چکے تھے۔ وہ اٹھ کر اندر آ گئی۔

سیڑھیاں چڑھ کر دوسری منزل پر پہنچنے کے بعد اس نے اپنے سامنے کمروں کی ایک لمبی قطار دیکھی تھی۔ اس نے اندازہ لگا کر ایک دروازہ کھول لیا۔ وہ اسٹڈی روم ہی تھا اور وہاں واقعی اچھی خاصی کتابیں تھیں، مگر جس چیز نے اسے سب سے پہلے متوجہ کیا تھا وہ وہاں ٹیبل پر پڑا ہوا ایک عدد کمپیوٹر تھا۔ اس نے اسٹڈی میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا ایک نظر اس نے چاروں اطراف ڈالی تھی۔ اسٹدی کا ایک دروازہ بائیں جانب بھی تھا، شاید وہ واصف کے بیڈروم میں کھلتا ہوگا، اس نے سوچا تھا اور پھر وہ شیلف کی طرف بڑھ گئی باری باری کتابیں نکال کر اس نے انہیں دیکھنا شروع کیا تھا۔ وہاں مختلف موضوعات پر کتابیں تھیں۔ مگر ان میں زیادہ تر کتابیں کمپیوٹر سے متعلق تھیں۔ اس نے ہر شیلف پر پڑی ہوئی کتابوں کو ترتیب سے دیکھنا شروع کیا اور پھر کچھ کتابیں اس نے نکال لی تھیں۔ کتابیں نکالنے کے بعد وہ ٹیبل پر پڑے ہوئے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔ کچھ دیر تک وہ اسے دلچسپی سے دیکھتی رہی۔ کمپیوٹر آن نہیں تھا اور وہ اسے آن کرنا جانتی بھی نہیں تھی۔ نہ ہی وہ ایسا کوئی رسک لینا چاہتی تھی۔ چند لمحے وہ آف پڑے کمپیوٹر کے کی بورڈ پر انگلیاں چلاتی رہی اور ان پر لکھے ہوئے نمبرز اور حروف کو پڑھتی رہی۔ پھر وہ کتابیں اٹھا کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

اسٹڈی میں تقریباً ایک گھنٹہ گزار کر جب وہ نیچے آئی تو واصف اندر آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ اور کوئی نہیں تھا۔

''واصف بھائی! میں نے کچھ کتابیں لی ہیں آپ کی اسٹڈی سے۔ پڑھنے کے بعد واپس کر دوں گی۔'' اس نے واصف سے کہا تھا۔

''کوئی بات نہیں۔ تم جب چاہو آ کر میری اسٹڈی سے کتابیں لے جا سکتی ہو بس انہیں احتیاط سے رکھنا۔ میں نے بڑی محنت سے جمع کی ہیں۔'' واصف نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

وہ اسے یقین دہانی کراتے ہوئے باہر آ گئی۔ نبیلہ آنٹی اب لان میں اکیلی بیٹھی ہوئی تھیں۔ شاید باقی سب واپس گھر جا چکے تھے۔ وہ کچھ دیر نبیلہ آنٹی کے پاس بیٹھی رہی پھر ان سے اجازت لے کر گھر آ گئی تھی۔

چند دن کے بعد کتابیں لے کر وہ واپس اسٹڈی میں گئی تھی اور وہاں سے کچھ اور کتابیں لے کر آئی تھی پھر یہ جیسے اس کی روٹین میں شامل ہو گیا تھا وہ ہفتہ میں ایک دو بار ضرور اسٹڈی جاتی اور کچھ دیر وہاں گزارنے کے بعد کتابیں لے کر آ جاتی تھی۔ واصف سے کبھی بھی دوبارہ اسٹڈی جاتے ہوئے اس کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ وہ عموماً رات کے وقت اپنے باپ کے ساتھ آفس سے واپس آتا تھا اور یہی حال عثمان کا تھا۔ وہ بھی بزنس مینجمنٹ میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے باپ کے ساتھ ہی کاروبار میں شریک ہو گیا تھا۔ صرف ولید تھا جو ابھی پڑھ رہا تھا۔ واصف اور عثمان ولید کی طرح اپنی پھوپھو کے گھر زیادہ نہیں آتے تھے۔ ایک وجہ تو شاید یہ تھی کہ وہ دونوں سارا دن آفس میں ہوتے تھے اور دوسری وجہ شاید یہ کہ وہ دونوں فراز اور فری سے کافی بڑے تھے۔ جبکہ ولید ان کا ہم عمر تھا۔ واصف کی نسبت فری سے طے تھی۔ جبکہ عثمان کے لئے آج کل نبیلہ آنٹی لڑکیاں دیکھنے میں مصروف تھیں۔

اس روز بھی شام کو وہ کتابیں ہی واپس کرنے کے لیے نبیلہ آنٹی کے گھر گئی تھی۔ نبیلہ آنٹی کو بتانے کے بعد وہ اوپر اسٹڈی میں آ گئی تھی۔ لائٹ آن کرنے کے بعد اس نے پہلے والی کتابیں واپس اپنی جگہ پر رکھ دی تھیں اور کچھ نئی کتابیں نکال کر اسٹڈی ٹیبل پر رکھ گئی۔ تب ہی اچانک کسی نے ایک جھٹکے سے اسٹڈی کا دروازہ کھولا۔ وہ چونک کر مڑی۔ ولید اسٹڈی کے دروازے میں کھڑا حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ شاید اس وقت واصف کے بیڈروم میں تھا اور کسی کام سے اسٹڈی میں آیا تھا۔

''مومی! تم یہاں کیا کر رہی ہو؟''

''میں کتابیں لینے آئی تھی۔'' وہ اسے یک دم اپنے سامنے پا کر گڑبڑا گئی تھی۔

''کتابیں لینے لیکن یہاں سے؟'' وہ اب بھی حیران تھا۔

''میں نے اجازت لی ہے۔''

''کس سے اجازت لی ہے؟'' اس کا لہجہ کچھ تیکھا تھا۔

''واصف بھائی سے پوچھا ہے میں نے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں جب چاہوں یہاں آ سکتی ہوں۔''

اس نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے کہا تھا۔ وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

''واصف بھائی سے؟ کیا بات ہے بھئی واصف کی۔ بڑے بڑے لوگ ان سے اجازت لیتے ہیں۔ مجھ غریب کو تو کوئی گھاس ہی نہیں ڈالتا۔ ٹھیک ہے مومی بی بی جو چاہیں کریں۔ آپ کو کھلی چھٹی ہے۔'' اس کا لہجہ بے حد عجیب تھا۔

''اگر آپ کو برا لگا ہے تو میں آئندہ یہاں سے کوئی کتاب نہیں لوں گی۔ میں آپ کو تکلیف......'' اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتابیں ٹیبل پر رکھ دی تھیں۔ اب اس پر کچھ خجالت بھی طاری ہو چکی تھی۔

وہ اس کی بات سن کر دروازہ چھوڑ کر اسٹڈی کے اندر آ گیا۔ ''مجھے یہ بتاؤ کہ تم اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض کیوں ہو جاتی ہو۔ اس دن وہ بیڈ منٹن کھیلتے ہوئے چلی گئی تھیں۔ اس کے بعد تم نے مجھ سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی جہاں میں آتا ہوں تم بھاگ جاتی ہو۔ شاید میری شکل دیکھنا ہی نہیں

چاہتیں اور پھر میری بات کا غلط مطلب لے رہی ہو۔ میں نے کہا ہے کہ مجھے تکلیف پہنچی ہے یا تم کتابیں لینے مت آیا کرو۔ میں نے کچھ ایسا کہا ہے؟"

وہ اس کے سامنے کھڑا سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔ مومی کو اپنا چہرہ سرخ ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ "میں ناراض تو نہیں تھی۔ میں تو بس وہ...... مجھے...... میں۔" وہ ہکلانے لگی۔

"تم آؤ۔ جتنی چاہے کتابیں لے سکتی ہو مجھے اس سے کیا فرق پڑتا ہے .Do keep it in your mind مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔" وہ بات کرتے کرتے اسٹڈی سے نکل گیا تھا۔ اس نے ایک اطمینان بھری سانس لی۔ کتابیں ٹیبل سے اٹھا کر وہ اسٹڈی سے نکل گئی تھی۔

اگلے دو ہفتے وہ اسٹڈی نہیں گئی۔ وہ دوبارہ وہاں اس کا سامنا کرنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ اسی طرح تایا کے گھر آ رہا تھا، لیکن اس نے بھی اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا تھا۔ ہاں اب وہ ایک بار پھر مومی سے بات کرنے لگا تھا۔ وہ بھی پہلے کی طرح اس کے آنے پر اٹھ کر وہاں سے نہیں جاتی تھی، وہ نہیں چاہتی تھی وہ پہلے کی طرح دوبارہ یہ بات پوائنٹ آؤٹ کرے۔



اس دن اس کے ابو اچانک آ گئے تھے۔ امی بھی ان کے ساتھ تھیں۔ وہ بہت خوش ہوئی تھی۔ چھ ماہ کے بعد انہیں دیکھ رہی تھی۔

"آپ لوگوں کو انوائٹ کرنے آئے ہیں۔ مرینہ کی شادی ہو رہی ہے۔ چودہ تاریخ کو۔ ہم نے سوچا خود آ کر آپ لوگوں کو کارڈ دے دیں اور مومنہ کو بھی لے جائیں۔ وہ بھی بہن کی شادی اٹینڈ کر لے۔" امی نے چائے پیتے ہوئے تائی کو بتایا۔ ان کا چہرہ جگمگا رہا تھا۔ اس نے ابو کو دیکھا وہ بھی مسکرا رہے تھے۔

"مرینہ کی شادی اتنی جلدی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ابھی تو وہ اٹھارہ سال کی ہوئی ہے۔ تم لوگوں کو مومنہ کے بارے میں سوچنا چاہیے تھا۔ وہ سب سے بڑی ہے چلو روبینہ کی تو تم نے کر دی مگر اب مرینہ سے پہلے تمہیں مومنہ کا خیال کرنا چاہیے تھا۔"

تائی چپ نہیں رہ سکی تھیں۔ امی کا چہرہ یک دم سپاٹ پڑ گیا۔ وہ اٹھ کر لاؤنج سے باہر آ گئی۔ شام کو وہ امی اور ابو کے ساتھ واپس گجرات آ گئی تھی۔ امی کا موڈ اب پھر نارمل ہو چکا تھا۔ شاید تائی نے مزید کچھ نہیں کہا تھا۔ شادی ایک ہفتے کے بعد تھی اور گھر میں بہت سے کام تھے۔ اس نے امی کے بغیر کہے ہی اپنی ذمہ داری سنبھال لی تھی۔ شادی کی تقریبات بہت دھوم دھام سے ہو رہی تھیں اور شادی کے دوران ہی اسے پتا چلا کہ روبینہ کی شادی کے دوران ہی امی نے مرینہ کا رشتہ طے کر دیا تھا۔ ابو شاید اس بات پر تیار نہ ہوتے۔ اس لیے انہوں نے بہانے سے اسے تایا کے ہاں بھجوا دیا تھا اور اس کی عدم موجودگی میں انہوں نے ابو کو اس رشتے پر رضامند کر لیا تھا۔ شادی پر تایا، تائی بھی فری اور ثمین کے ساتھ آئے تھے اور شادی کی تقریبات ختم ہونے کے بعد انہوں نے ابو سے کہا تھا کہ وہ اب مومنہ کے لیے رشتہ ڈھونڈنے کی کوشش کریں اور دونوں چھوٹی بہنوں سے پہلے اس کی شادی کریں۔

"بھائی صاحب! ابھی ہم فوری طور پر شادی کر نہیں سکتے۔ آپ کو تو پتا ہی ہے کہ اچھے رشتے کتنی مشکل سے ملتے ہیں اور پھر ابھی دونوں بیٹیوں کی شادی کی ہے، اب فوری طور پر تیسری بیٹی کی نہیں کر سکتے ظاہر ہے بہت کچھ دینا دلانا ہوتا ہے۔ ایک دو سال ٹھہر کر کریں گے تب تک کوئی اچھا

رشتہ مل جائے گا اور ویسے بھی مومنہ کون سی بوڑھی ہو رہی ہے۔ ماشاء اللہ ابھی جوان ہے۔ میرا تو ارادہ یہ ہے کہ مومنہ کے ساتھ ہی غزل کی شادی بھی کر دیں۔ وہ بھی خیر سے بڑی ہو رہی ہے۔ اگلے سال اس کا قد مومنہ تک پہنچنے لگے گا۔ آپ کو تو پتا ہی ہے، ہمارے کندھوں پر کتنی ذمہ داریاں ہیں۔ بیٹیوں کی شادی کرنا کوئی آسان کام تو نہیں ہوتا۔''

امی نے ان کی باتوں کے جواب میں کہا تھا۔ ابو خاموشی سے سر جھکائے بیٹھے رہے۔ تائی نے بات بدل دی۔

اگلے روز فری جانے کے لیے اپنا سامان پیک کر رہی تھی جب وہ اس کے پاس آئی تھی۔

''کیا میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی؟'' اس نے پوچھا تھا۔

فری کے ہاتھ رک گئے۔ ''تم جانا چاہتی ہو؟''

''ہاں۔''

''ٹھیک ہے چلو۔ میں پاپا سے کہہ دیتی ہوں۔'' فری نے دوبارہ پیکنگ شروع کر دی۔

وہ اپنے کمرے میں آ کر سامان پیک کرنے لگی۔ خلاف توقع امی یا ابو نے اس کے جانے پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا اور پہلی بار اسے یہ بات اچھی نہیں لگی۔

''کیا ان لوگوں کو میری ضرورت ہی نہیں ہے؟ میری کمی محسوس نہیں ہوتی۔ امی کو نہیں ابو کو ہی۔'' وہ مایوس ہو گئی تھی۔



اس شام وہ پھر واصف کی اسٹڈی میں آئی تھی۔ کتابیں دیکھتے دیکھتے پتا نہیں اس کے دل میں کیا آئی۔ وہ کمپیوٹر کے پاس آ گئی۔ اس نے اسے آن کرنے کی کوششیں شروع کر دی تھیں۔ پلگ ساکٹ میں لگانے کے بعد اس نے CPU کو دیکھنا شروع کر دیا بڑی احتیاط سے اس نے پاور کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں کے بعد کمپیوٹر کی تاریک اسکرین روشن ہو گئی تھی اس نے کی بورڈ پر موجود Keys کو دبانا شروع کیا اسکرین پر موجود سکرین سیور بدل نہیں رہا تھا۔ اس نے باری باری ہر Key کو دبایا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ پتا نہیں کتنے منٹ وہ Keys کو بار بار دباتی رہی تھیں پھر اچانک ایک ہاتھ کی بورڈ پر آ گیا تھا اس نے کچھ Keys کو پریس کیا تھا پھر پاس ورڈ فیڈ کیا۔

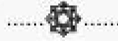
''لو اب کرو، کیا کرنا ہے؟'' ایک پر سکون آواز اس کے عقب میں گونجی۔ پھر ہاتھ Key بورڈ سے ہٹ گیا۔ وہ بالکل ساکت تھی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ اسے شرمندگی ہو رہی تھی۔ اس کا جی چاہا تھا، وہ وہاں سے اٹھ کر بھاگ جائے۔

''کمپیوٹر آپریٹ کرنا آتا ہے؟'' ولید نے کچھ توقف کے بعد پوچھا تھا۔

''نہیں۔'' اس نے بے جان آواز میں جواب دیا۔

''میں نے اسے آن کر دیا ہے۔ تم اب Key بورڈ استعمال کر سکتی ہو۔ اب کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ جب جانا چاہو تو اسے آن ہی رہنے دینا، مجھے اس پر کچھ کام کرنا ہے۔''

وہ ایک بار پھر اسٹڈی سے غائب ہو گیا تھا۔ اس نے دروازہ بند ہونے کی آواز سن کر ایک گہرا سانس لے کر پیچھے دیکھا تھا۔ پھر دوبارہ اسکرین پر نظریں جما دیں کچھ دیر وہ بے دلی سے Key بورڈ پر ہاتھ چلاتی رہی پھر اٹھ کر اسٹڈی سے باہر آ گئی۔



''جم خانہ چلوگی آج موی میرے ساتھ؟'' اس شام فری نے اس سے پوچھا تھا۔

''سب جا رہے ہیں؟''

''نہیں، سب تو نہیں جا رہے۔ پاپا اور ممی نے جانا تھا مگر انہیں کسی ڈنر پر جانا ہے۔ فراز کی آج نائٹ ڈیوٹی ہے۔ ثمین کا بھی کوئی ٹیسٹ ہے۔ میں اور مبشر جا رہے ہیں۔ بہت بڑا فنکشن ہے وہاں، کچھ پاپ سنگرز بھی آ رہے ہیں۔ تم انجوائے کرو گی۔''

فری نے اسے تفصیل بتائی وہ کچھ ہچکچاہٹ کے بعد تیار ہو گئی۔

فنکشن واقعی بہت بڑا تھا۔ پورے لان میں ٹیبلز لگی ہوئی تھیں اور کوئی بھی ٹیبل خالی نظر نہیں آ رہی تھی۔ زیادہ تر نوجوان تھے اور جو ادھر سے ادھر چکر لگا رہے تھے۔ فنکشن ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ اسٹیج پر آرکسٹرا ہلکی ہلکی دھنیں بجا رہا تھا۔ فری اور مبشر کو ساتھ لے کر انویٹیشن کارڈ پر درج نمبر والی ٹیبل کی طرف بڑھ گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد فنکشن شروع ہو گیا۔ ایک مشہور پاپ سنگر نے اسٹیج پر چڑھ کر گانا شروع کیا۔ لوگ ہاتھ اوپر اٹھا کر تالیاں بجا رہے تھے۔ کچھ لڑکے اسٹیج کے سامنے ڈانس کر رہے تھے۔ وہ یہ ہنگامہ دیکھنے میں مگن تھی جب اس نے اسٹیج سے کچھ فاصلے پر ایک ٹیبل پر ولید کو ایک لڑکی کے ساتھ بیٹھے دیکھا۔ وہ لاشعوری طور پر اسے دیکھتی رہی۔ وہ خلافِ معمول ڈنر سوٹ میں ملبوس تھا اور خوش نظر آ رہا تھا۔ وہ دونوں گانا سننے کے بجائے آپس میں باتیں کرنے میں زیادہ دلچسپی لے رہے تھے۔ پھر فری کی نظر بھی ولید پر پڑ گئی تھی۔

''ارے ولید بھی آیا ہوا ہے مبشر دیکھو۔'' اس نے مبشر کو متوجہ کیا۔

''میں پہلے ہی دیکھ چکا ہوں میرے سامنے ہی آ کر بیٹھا ہے۔'' مبشر نے بے نیازی برتی۔

''یہ لڑکی کون ہے اس کے ساتھ؟''

''کوئی ایک لڑکی مستقل ہو تو بندہ اتا پتا بھی رکھے، ہر تیسرے دن کوئی نئی لڑکی اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ ویسے یہ ارسہ ہے۔ آج کل اس کے بڑے گن گا رہا ہے۔ پرسوں کبانہ لے کر گیا ہوا تھا۔ میری بھی اتفاقاً وہاں ملاقات ہو گئی۔ تب ہی اس نے تعارف کروایا تھا۔ یہ کلاس فیلو ہے اس کی جس ملٹی نیشنل کمپنی میں انٹرن کے طور پر کام کر رہا ہے۔ اس میں اس کا باپ بھی ڈائریکٹر ہے۔'' مبشر نے پوری تفصیل بتا دی تھی۔

وہ گم صم ہو گئی تھی۔ ''ملٹی نیشنل کمپنی میں انٹرن کے طور پر کام کر رہا ہے؟'' اس نے مبشر سے پوچھا تھا۔

''ہاں اصل میں یہ LUMS سے MBA کر رہا ہے۔ پچھلے سال ایک ملٹی نیشنل کمپنی نے ہائر کیا تھا۔ کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ وہ بھی پارٹ ٹائم جاب کر رہا ہے وہاں بیس پچیس ہزار کما لیتا ہے۔'' وہ بے یقینی کے عالم میں اس کا چہرہ دیکھتی رہ گئی۔

''مگر یہ تو کہتے ہیں کہ ان کے پاس روپے نہیں ہوتے اور ان کے کپڑے بھی......'' فری نے ایک ہلکے سے قہقہے کے ساتھ اس کی بات کاٹ دی۔

"یہ عادت ہے اس کی آٹھ دس ہزار انکل بھی اسے ہر ماہ دیتے ہیں اور اتنے ہی روپے یہ نبیلہ آنٹی سے بھی ہتھیا لیتا ہے۔ پھر بھی قرض لیے بغیر اس کا مہینہ نہیں گزرتا۔ اس کے ہاتھ میں سوراخ ہیں روپیہ اس کے پاس نہیں ٹھہر سکتا کچھ سرگرمیاں بھی اس کی ایسی ہیں لڑکیوں کے ساتھ ہوٹلنگ کرنا، تحفے تحائف دینے اب ظاہر ہے یہ سب کام روپے کے بغیر تو نہیں ہوتے اور تم کپڑوں کو کیا کہہ رہی ہو۔ یونیورسٹی جاتے ہوئے اس کا یہی حال ہوتا ہے۔ گھسی ہوئی جینز اور پرانی شرٹس۔ کبھی اسے شام کو دیکھا کرو، کس طرح بن ٹھن کر نکلتا ہے۔ بڑی اونچی چوائس ہے اس کی Versace اور ارمانی کے علاوہ اسے کوئی کپڑے پسند نہیں آتے۔ تم جا کر کبھی اس کی وارڈ روب دیکھو تو حیران ہو جاؤ۔ پورا بوتیک لگتا ہے۔ مگر پھر بھی اسے گھسے پٹے کپڑے پہن کر پھرنے کی عادت ہے۔ کوشش کرتا ہے کہ دوسروں کی چیزیں بھی اٹھا کر لے جائے۔ ایویں ہی تو ہم اسے ذلیل نہیں کرتے رہتے۔ مگر مجال ہے جو اس پر اثر ہو جائے۔ اسے پرواہ ہی نہیں ہے۔ گھر والے پابندیاں لگا لگا کر تھک گئے ہیں۔ مگر یہ ذرا نبیلہ آنٹی کا لاڈلا ہے، اس لیے اپنی حیثیت کا ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ ماموں تو قطعاً لحاظ نہیں کرتے اس کا۔ انہوں نے لڑکیوں کے ساتھ پھرنے کی وجہ سے اس کی گاڑی واپس لے لی تھی۔ کئی دفعہ جیب خرچ بھی بند کیا ہے انہوں نے مگر اس کو تو سو طریقے آتے ہیں پیسے حاصل کرنے کے وہاں سے پیسے بند ہوتے ہیں تو نبیلہ آنٹی کو مجبور کر دیتا ہے کہ وہ روپے دیں۔ دس کہانیاں سناتا ہے اپنی مجبوریوں کی۔ اصل میں اسے بگاڑنے میں بھی بڑا ہاتھ نبیلہ آنٹی کا ہی ہے۔ ایک تو گھر میں سب سے چھوٹا تھا اس لیے انہوں نے بڑا لاڈ پیار کیا دوسرے انہیں یہ بھی تھا کہ وہ اپنی ماں کے پاس نہیں ہے، کہیں اسے یہ کمی محسوس نہ ہو۔ اس لیے انہوں نے اس کی ہر جائز ناجائز فرمائش پوری کی۔ اب ظاہر ہے عادتیں پکی ہو چکی ہیں۔ اب وہ پابندیاں لگانے کی کوشش کرتی ہیں تو وہ قابو میں نہیں آتا ویسے بھی نبیلہ آنٹی کی تو اس میں جان ہے۔ یہی حال اس کا ہے۔ نبیلہ آنٹی پابندی لگاتی ہیں دوسری طرف سے لاڈ پیار بڑھا دیتی ہیں اسے بھی ان کی کمزوری کا پتا ہے اس لیے یہ بھی زیادہ پرواہ نہیں کرتا پابندیوں کی۔ اب ماموں سوچ رہے ہیں کہ MBA کرے تو اسے لندن بھیج دیں گے اپنی کمپنی کا آفس اسٹیبلش کرنے کے لیے اور ان کا خیال ہے اس کی کہیں انگیجمنٹ کر دیں تاکہ کچھ ذمہ داری کا احساس ہو اسے۔"

فری سوفٹ ڈرنک کے سپ لیتے ہوئے اسے سب کچھ بتاتی گئی۔ وہ کوئی سوال نہیں کر سکی تھی۔

"ان سے نین ملا کر دیکھو
یہ دھوکا بھی کھا کے دیکھو
ان سے نین ملا کے دیکھو
یہ دھوکا بھی کھا کے دیکھو

اسٹیج پر موجود سنگر چیخ چیخ کر گا رہا تھا۔ اس نے ایک بار پھر ولید کو دیکھا، وہ ابھی بھی وہیں اس لڑکی کے ساتھ موجود تھا۔ باتوں کا سلسلہ ابھی جاری تھا۔

آج کی رات بہت کالی ہے
سوچ کا دیپ جلا کے دیکھو

''مجھے چہرے پہچاننا کبھی نہیں آ سکتا۔'' اس نے اعتراف کیا تھا۔ اسے یاد آیا تھا جب وہ بار بار اس کے پیچھے اسٹڈی میں آتا تھا۔ اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ ہر چیز میں بغیر مانگے ہی مدد کرتا تھا۔

''کوئی ایک لڑکی ہو تو بندہ اتا پتا رکھے اس کے ساتھ تو ہر تیسرے دن ایک نئی لڑکی ہوتی ہے۔'' اس کے کانوں میں مبشر کا جملہ گونج رہا تھا۔

''تو کیا یہ میرے ساتھ بھی...... '' وہ آگے کچھ نہیں سوچ سکی تھی۔

''اور میں نے اسے کیا سمجھا۔ ضرورت مند، مجبور، مظلوم۔'' ولید کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھیں دھندلا گئی تھیں۔

ظاہر ہمیشہ دھوکا دیتا ہے کہیں پڑھا ہوا ایک جملہ اس کے ذہن میں گونجنے لگا تھا۔

''مومی کیا ہوا رو کیوں رہی ہو؟'' فری نے اچانک اس سے کہا تھا۔

''پتا نہیں آنکھ میں کچھ پڑ گیا ہے۔'' اس نے آنکھوں کو مسلنا شروع کیا۔

''ان سے نین ملا کے دیکھو

یہ دھوکہ بھی کھا کے دیکھو

آواز پورے لان میں گونج رہی تھی۔

''اب ٹھیک ہو تم؟''

''ہاں اب ٹھیک ہوں۔'' اس نے کچھ دیر بعد آنکھوں سے ہاتھ ہٹا دیئے۔

''سوتیلا ہونا بھی بڑا عذاب ہے سوتیلے ہونے سے مر جانا بہتر ہے۔''

''مجھے صبح سے کسی نے کھانے کے لیے کچھ نہیں دیا مجھے بہت بھوک لگی ہے۔''

''میں ایک ایک روپے کے لیے ترستا ہوں۔ میرے پاس چار پانچ سو روپے ہوں تو میں کٹ کے بجائے ایک سوٹ نہ لے لوں۔ دو چار سستی شرٹس نہ خرید لوں۔ ایک عدد جینز یا جاگرز کا جوڑا نہ لے لوں۔ ایک عدد اچھا ہیئر برش نہ لے لوں۔''

''تمہیں کیا پتا میں کس طرح اپنے اخراجات پورے کرتا ہوں۔ یونیورسٹی کی فیس ہوتی ہے پھر اور کئی قسم کے اخراجات ہیں۔ یہ سب میں اپنی جاب اور پاکٹ منی سے ہی پورے کرتا ہوں۔''

اس کی آنکھوں میں پھر کچھ پڑ گیا تھا۔ اس نے ایک بار پھر آنکھوں کو مسلنا شروع کر دیا تھا۔

''بس میرے پاس کچھ روپے آ گئے۔ میں نے سوچا کہ چلو اور کچھ نہیں تو چند نئی شرٹس اور جاگرز ہی لے لوں۔''

''تم لوگ تو میرے حالات جانتے ہی ہو۔ میں کتنی مشکل سے گزر بسر کر رہا ہوں۔ یہ جاننے کے باوجود تم لوگ میرا مذاق اڑا رہے ہو۔''

''اچھا ہے گاڑی واپس لے لی۔ میرے پاس تو پہلے بھی پیٹرول کے لیے پیسے نہیں ہوتے تھے۔ مجھے سفید ہاتھی پال کر کیا کرنا ہے۔''

میوزک کا شور پہلے سے زیادہ بلند ہو گیا تھا۔

''میرے جیسے بندے کے پاس لڑکیوں کے لئے وقت کہاں ہوتا ہے اور لڑکیاں وہ بھی تو بندہ دیکھتی ہیں۔ مجھ میں ایسا ہے کیا کہ کوئی مجھ سے دوستی کرے گی۔''

''ممی کی بات چھوڑو۔ انہیں تو مجھے بدنام کرنے کے علاوہ اور کوئی کام ہے ہی نہیں۔ ہر ایک کے پاس جا کر میرے ہی قصے سناتی رہتی ہیں۔ کبھی واصف اور عثمان کا نام سنا ان کے منہ سے۔''

سنگر اب اسٹیج سے نیچے اُتر کر ٹیبلز کے درمیان چکر لگا رہا تھا۔

''میں اور موی اچھے پارٹنر بن سکتے ہیں۔ ہم ایک جیسا برا کھیلتے ہیں۔''

''تم اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض کیوں ہو جاتی ہو۔ اس دن بھی تم وہ بیڈمنٹن والی بات پر ناراض ہو گئی تھیں۔ پھر تم نے مجھ سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی۔ جہاں میں آتا ہوں۔ تم بھاگ جاتی ہو شاید تم میری شکل دیکھنا ہی نہیں چاہتیں۔''

''تم جتنی کتابیں چاہو لے سکتی ہو۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔''

''اس کے ہاتھ میں سوراخ ہے روپیہ اس کے پاس نہیں ٹھہرتا۔ کچھ سرگرمیاں بھی اس کی ایسی ہیں۔ لڑکیوں کے ساتھ ہوٹلنگ کرنا، تحفے تحائف دینا اب یہ سب کام روپے کے بغیر تو نہیں ہو سکتے۔''

''تم کبھی اس کی وارڈ روب جا کر دیکھو تو حیران رہ جاؤ۔ پورا بوتیک لگتا ہے مگر پھر اس کو گھسے پٹے کپڑے پہن کر پھرنے کی عادت ہے کبھی شام کو دیکھا کرو، اسے کیسے بن ٹھن کر نکلتا ہے۔''

''ویسے بھی نبیلہ آنٹی کی جان ہے اس میں۔ یہی حال اس کا ہے اسے ان کی کمزوری کا پتا ہے۔ اس لیے پابندیوں کی پرواہ نہیں کرتا۔''

اس کے اردگرد آوازوں کا ہجوم تھا۔ ولید اب بھی وہیں بیٹھا لڑکی کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ فری اور مبشر ہاتھ اوپر اٹھا کر تالیاں بجاتے ہوئے سنگر کے ساتھ گا رہے تھے۔ اس کی آنکھوں میں اب بھی کچھ پڑا ہوا تھا۔ آنکھیں مسلنے سے بھی نہیں نکل رہا تھا۔ سنگر دوبارہ اسٹیج پر چڑھ کر ڈانس کرتے ہوئے گا رہا تھا۔ چاروں طرف بیٹھے ہوئے لوگوں کی تالیوں، سیٹیوں اور چیخوں کا شور بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ سب کچھ دیکھنے، سوچنے اور سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

رات گیارہ بجے واپسی پر لان سے اُٹھ کر پارکنگ میں لگائی گئی روشنیوں میں آنے پر فری نے غور سے اس کی آنکھوں کو دیکھا۔

''تمہاری آنکھیں تو بے تحاشا سرخ ہو رہی ہیں موی۔ ستیاناس ہو گیا ہے تم گھر چل کر پانی سے انہیں دھو کر آئی ڈراپس ڈال لینا۔ ورنہ یہ زیادہ خراب ہو جائیں گی۔'' گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس نے موی کو مشورہ دینا شروع کیا۔ ''اب تو آنکھ میں کچھ نہیں پڑا ہوا؟''

''نہیں، اب سب کچھ نکل چکا ہے۔'' اس نے پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے گاڑی کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہا تھا۔



اس رات کے بعد وہ دوبارہ کبھی اسٹڈی گئی تھی نہ ولید کے گھر۔ اس نے فری وغیرہ کے پاس بیٹھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ وہ بس اپنے کمرے میں ہی رہتی تھی۔

''میں سوچ رہی ہوں، پولیٹیکل سائنس میں پرائیویٹ طور پر ماسٹرز کرلوں۔'' اس نے فری سے کہا تھا۔

''ہاں ضرور کرو۔'' فری نے سرسری طور پر کہا۔ وہ کتابیں بازار سے لے آئی تھی اور انہیں لے کر وہ سارا دن اپنے کمرے میں بند رہتی۔ اس نے لان میں بیٹھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ وہ اب ولید کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ اسے دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔ اس سے بات کرنا نہیں چاہتی تھی اور بہت دن تک ہر بار کتاب کھولنے پر اس کے سامنے مبشر کے کہے گئے جملے آجاتے تھے۔

''لوگ کس قدر جھوٹے ہوتے ہیں۔ کتنا بڑا افراڈ کرتے ہیں۔'' وہ ہر بار سوچتی تھی۔ میں نے کیوں سوچا کہ یہ بندہ قابل رحم ہے اور اسے مدد کی ضرورت ہے اور مجھے اس کی مدد کرنی چاہیے۔ میرے ذہن میں یہ خیال ہی کیوں آیا تھا۔'' وہ کئی کئی گھنٹے کمرے میں بے کار بیٹھی رہتی۔

''حالانکہ وہ تو......اور پھر میں نے کیوں اس پر اتنی عنایات کیں۔ کیوں اتنی پرواہ کی۔ وہ میری ذمہ داری تو نہیں تھا۔ مجھے سمجھنے کی کوشش تو کرنی چاہیے تھی کہ سب اس کے بارے میں ایسی باتیں کیوں کہتے ہیں؟ اس طرح کیوں ٹریٹ کرتے ہیں میں اس کے جھوٹ کو کیوں پکڑ نہیں سکی۔ کیا میں اتنی، اور وہ بھی مجھے دھوکا دیتا رہا۔ میرے ساتھ......اس نے کیوں نہیں سوچا کہ مجھے دھوکا نہیں دینا چاہیے۔ وہ مجھے کیا سمجھتا تھا، احمق، بے وقوف یا اپنا شکار اور اگر یہ سب دوسروں کو پتا چل جائے تو۔'' وہ خوفزدہ ہو جاتی۔

''وہ میرے بارے میں کیا سوچیں گے۔ کیا کہیں گے فری تو ہنسے گی۔''

''تم موی! تم کیا اتنی احمق بھی ہو سکتی ہو۔ مجھے یقین نہیں آتا۔'' اس کا خوف بڑھتا جاتا۔ ''دنیا رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ اس میں ولید جیسے لوگ ہوتے ہیں اس نے نتیجہ اخذ کیا تھا۔



چند دنوں سے اس نے فری اور ثمین کے رویے میں عجیب سی تبدیلی محسوس کی تھی۔ خدشات اس کے دل میں ابھرنے لگے تھے۔

''کہیں ان کو......'' وہ خوفزدہ ہو جاتی تھی۔ اس دن رات کو فری اس کے کمرے میں چلی آئی۔

''مصروف ہو موی؟'' اس نے اندر آنے کے بعد پوچھا تھا۔ اس کتابیں سمیٹ دیں۔

''نہیں تو۔''

''اصل میں مجھے تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔''

وہ بے حد سنجیدہ تھی۔ موی کا سانس حلق میں اٹک گیا تھا۔ ''کیا تم ولید میں انٹرسٹڈ ہو؟'' اسے لگا تھا جیسے اس کے پیروں تلے سے زمین سرک گئی تھی۔

''نہیں'' اس کے جواب پر فری کے چہرے کے تاثرات یک دم بدل گئے تھے۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔

''ہاں میرا بھی یہی خیال تھا۔ میں بھی سوچ رہی تھی کم از کم مومی اتنی احمق تو نہیں ہو سکتی۔'' وہ اب بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔ ''اصل میں کچھ دن پہلے نبیلہ آنٹی نے ممی سے بات کی تھی تمہارے رشتے کے بارے میں۔ وہ کہہ رہی تھیں کہ ولید کو تم پسند ہو اور وہ شادی کرنا چاہتا ہے مگر میں نے نبیلہ آنٹی سے کہا کہ تم ولید سے شادی کرنا نہیں چاہتیں اور وہ ایک نمبر کا فلرٹ ہے۔ ہم کیسے تمہیں ایسے غیر ذمہ دار آدمی کے پلے باندھ سکتے ہیں۔ کل کو تمہیں کوئی پریشانی ہو تو چچا ہمیں ہی الزام دیں گے۔ ممی نے تو صاف انکار کر دیا کہ تم ولید کو پسند نہیں کرتیں تو شادی کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے مگر ولید دو تین دن سے بار بار آ رہا ہے۔ کہتا ہے، وہ خود تم سے بات کرنا چاہتا ہے مگر میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ تم اس سے کوئی بات کرنا ہی نہیں چاہتیں۔ میں نے اس سے کہا ہے کہ پہلے اپنی حرکات ٹھیک کرے پھر کسی لڑکی کے لیے پرپوزل لے کر جائے۔ میں نے اس سے کہا ہے کہ مومی تو تمہیں اوّل نمبر کا لفنگا سمجھتی ہے، وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم اس پر نظر رکھو گے۔ بڑی باتیں کی ہیں میں نے اس سے مومی۔ مگر وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ مومی مجھے ناپسند کرتی ہے اور یہ سب کچھ اس نے کہا ہے۔ تب مجھے شبہ ہوا کہ شاید تم اس میں انٹرسٹڈ تھیں اور اسی لئے اس نے پرپوزل بھجوایا ہے مگر اب مجھے تسلی ہو گئی ہے۔ میں نے ٹھیک کہا نا؟'' وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

''ہاں ٹھیک کہا میں اس میں انٹرسٹڈ نہیں تھی۔'' وہ غائب دماغی کے عالم میں کہہ رہی تھی۔

فری کچھ دیر مزید بیٹھی باتیں کرتی رہی تھی پھر اٹھ کر کمرے سے چلی گئی اس نے کمرہ بند کر کے لائٹ آف کر دی تھی۔ پتا نہیں کب تک وہ چپ چاپ بیڈ پر بیٹھی رہی تھی۔

اگلے دن اس نے ابو کو فون کیا۔ ''میں واپس آنا چاہتی ہوں۔''

''مگر ابھی کیوں؟ میں تو چاہ رہا تھا کہ تم کچھ اور......''

''میں اب یہاں رہنا نہیں چاہتی۔ واپس آنا چاہتی ہوں۔'' اس نے زندگی میں پہلی بار اپنے ابو کی بات کاٹی۔

تیسرے دن اس کے ابو آ کر اسے واپس لے آئے تھے۔ گھر ویسا ہی تھا اور وہاں کے لوگ بھی ریزرو، بجھے بجھے، سنجیدہ۔ تھکن کے اس پرانے احساس نے ایک بار پھر اسے اپنے حصار میں لے لیا تھا۔

''میں دوبارہ کبھی وہاں نہیں جاؤں گی۔ کبھی بھی نہیں۔'' اس نے گھر آ کر اپنے آپ سے پہلا وعدہ کیا تھا۔



اسے یاد آ رہا تھا۔ یہاں سے جانے کے بعد کئی ہفتے تک وہ گم صم رہی تھی۔ کام کرتے کرتے اسے بہت سی چیزیں بھول جاتی تھیں۔ بات کرتے کرتے اسے پتا نہیں کیا کیا یاد آنے لگتا تھا۔ کئی ماہ تک وہ رات کو ڈراؤنے خواب دیکھتی رہی تھی۔ ایک ہی آواز، ایک ہی چہرہ، ایک ہی وجود اسے ہر وقت اپنے ارد گرد چلتا پھرتا نظر آتا تھا اور پھر آہستہ آہستہ وہ ان الوژنز سے باہر آنے لگی تھی۔ وہ ہر بار یہ سوچ کر خود کو تسلی دیتی تھی۔ وہ اچھا انسان نہیں تھا۔ وہ دوسروں کی طرح مجھے بھی پھانسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ورنہ وہ بار بار اس طرح اسٹڈی میں......

اور اب اسے پتا چلا تھا کہ وہ خود اس کی اسٹڈی میں جاتی رہی تھی۔ اسے یاد آیا تھا وہ پہلی بار اسے وہاں دیکھ کر حیران ہو گیا تھا۔ سیڑھیوں

سے اترتے ہوئے اس نے اپنے ماتھے سے پسینہ خشک کیا۔ سارے پردے آہستہ آہستہ اٹھتے جا رہے تھے اور فری...... اس نے کیا کیا۔ اس نے ثمین کا راستہ صاف کیا۔ اس نے میری طرف سے خود ہی انکار کر دیا اور اس نے میرے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ مجھے اس کی بات نہیں سننا چاہیے کیونکہ وہ فراڈ ہے۔ اسے ڈر ہوگا کہ اگر ولید نے مجھ سے بات کی تو پھر......''

اس کو سانس لینے میں دقت ہونے لگی۔ ہر ایک اپنے راستے سے مجھے کتنی صفائی سے ہٹا دیتا ہے۔ چاہے وہ امی ہوں یا پھر ابو یا پھر فری اور ثمین اور میں...... میرا وجود کیا اس قدر...... وہ گھر سے باہر نکل آئی تھی۔

وہ اب وہاں رہنا نہیں چاہتی تھی۔ گھر کے سامنے والے لان میں صرف چند آدمی تھے۔ باقی سب عقبی لان میں تھے۔ اسٹیریوز پوری آواز سے انگلش نمبرز بجا رہے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی گیٹ سے باہر نکل آئی۔

''کاش دنیا میں میرے علاوہ کوئی اور نہ ہوتا۔ کم از کم اس وقت تو۔''

اس نے گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے سوچا تھا۔ باہر کی سڑک ویران تھی اور وہاں گاڑیاں کھڑی تھیں اور اس خاموشی میں وہ فل والیم پر بجنے والے انگلش نمبر کو با آسانی سن سکتی تھی۔

اس نے چلتے ہوئے اپنے چہرے پر چند قطرے گرتے محسوس کیے۔ اس نے دھیرے سے سر اٹھا کر دیکھا۔ آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اسٹریٹ لائٹس سڑک پر گرنے والے قطروں کو بہت واضح کر کے دکھا رہی تھیں۔ اس نے ایک بار پھر سر جھکا لیا۔

''میں پچھلے ڈیڑھ سال سے یہ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ میں نے آپ کے ساتھ کب کوئی ایسی حرکت کی تھی کہ آپ میرے بارے میں اتنی خراب رائے رکھنے پر مجبور ہوگئیں۔''

اس نے اپنے پیچھے چاپ سنی اور پھر کسی کو کہتے سنا۔ الوژن ایک بار پھر اس کے ساتھ چلنے لگا تھا۔

اس نے اسے دیکھنے کی کوشش نہیں کی وہ اب اس کے برابر چل رہا تھا وہ بھی اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ سڑک پر اس کے ساتھ چلتے ہوئے وہ یوں بول رہا تھا جیسے خود کلامی کر رہا ہو۔

''میرا خیال ہے، میں نے اس ایک سال میں جو آپ نے یہاں گزارا تھا ہمیشہ آپ کی مدد کرنے کی کوشش کی تھی۔ تحفظ دینے کی کوشش کی تھی پھر بھی آپ کے لیے میں ایک فلرٹ، آوارہ اور لفنگا انسان ہوں۔'' بارش کے قطرے تیز ہونے لگے تھے۔

''یہ ٹھیک ہے کہ لڑکیوں کے ساتھ میری دوستی ہوتی تھی۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ میری کچھ باتوں کی وجہ سے آپ غلط فہمی کا شکار ہوگئی تھیں جیسے آپ نے یہ سوچ لیا کہ میں اپنی ماں کے ظلم وستم سے عاجز ہوں اور میرے پاس روپے نہیں ہیں مگر یہ آپ کی غلطی تھی۔ میری نہیں۔ آپ نے سب کے سامنے مذاق میں کہی جانے والی باتوں کو اتنی سنجیدگی سے کیوں لیا۔ میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ آپ مجھ پر ترس کھانے لگی ہیں یا میری باتوں پر اعتبار کرنے لگی ہیں۔ اس کا اندازہ مجھے تب ہوا جب آپ نے مجھے روپے دیئے اور پھر بعد میں ہر ماہ مجھے میری ضرورت کی چیزیں بھجوانے لگیں۔ میں ہر ماہ وہ پیکٹ دیکھ کر حیران ہوتا تھا کہ مجھے کون اس طرح شرٹس اور دوسری چیزیں بھجوا رہا ہے پھر مجھے آپ پر شک ہوا تھا اور میرا یہ شک ٹھیک تھا۔''

اس کے گالوں پر اب گرم قطرے بھی گرنے لگے تھے۔ اسٹیریو پر گونجتی آواز اس کے کانوں میں آ رہی تھی۔

Smile an everlasting A smile can bring you near to me.

Don't ever let me find you gone cos that would bring a tear to me.

اسے یاد آیا۔ وہ پہلے اسے ہمیشہ تم کہہ کر مخاطب کرتا تھا اور آج وہ اسے آپ کہہ رہا تھا۔

''میں آپ کو منع کرنا چاہتا تھا۔ بتانا چاہتا تھا آپ کی غلط فہمی کے بارے میں مگر میں اتنی ہمت نہیں کر سکا۔ میں آپ کو شرمندہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ مگر میرا خیال تھا، آپ سب کچھ جان گئی ہیں۔ جب اسٹڈی میں آیا کرتی تھیں تو میرا خیال تھا کہ آپ میرے بارے میں اچھے جذبات رکھتی ہیں۔ اس لئے وہاں آتی ہیں۔ آج یہ غلط فہمی بھی دور ہو گئی۔ آپ تو واصف کی اسٹڈی سمجھ کر وہاں آیا کرتی تھیں۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا کہ آپ کو میری کون سی بات بری لگی تھی جس سے آپ نے میرا ایسا خاکہ بنا لیا کہ میں پچھلے ڈیڑھ سال سے فری کی باتوں کو بھول نہیں پایا۔''

''میں نے فری سے کچھ نہیں کہا تھا، کچھ بھی نہیں۔'' وہ ایک لمحے کو ٹھٹھک کر رکا۔ ''پھر فری نے کیوں؟'' وہ بڑبڑایا۔

''مرد کو محبت نہیں کرنی چاہئے، وہ محبت افورڈ ہی نہیں کر سکتا۔ یہ بندے کو رسوا کر کے رکھ دیتی ہے۔ کم از کم مجھے نہیں کرنی چاہئے تھی اچھا بھلا زندگی گزار رہا تھا اور پھر بس۔''

وہ اسے اس طرح بتا رہا تھا جیسے کسی تیسرے کے بارے میں بتا رہا ہو۔

''ہاں محبت نہیں کرنی چاہئے۔'' اس نے دل میں اعتراف کیا تھا۔

''پچھلے ڈیڑھ سال سے میں خود کو یہی سمجھا رہا ہوں کہ محبت بے کار چیز ہے۔ کیا ہے اگر نہیں ملتی کیا دنیا ختم ہو گئی ہے۔ دفع کرو زندگی کو نئے سرے سے شروع کرو۔ دنیا میں بس وہی تو نہیں تھی۔''

''ہاں پچھلے ڈیڑھ سال سے میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔'' گالوں پر گرنے والے گرم قطروں کی تعداد میں اب اضافہ ہو گیا تھا۔ اسٹیریو پر آواز ابھی بھی گونج رہی تھی۔

This world has lost its glory

Let's start a brand new story

Now my love

''اور پرسوں یہاں آنے کے بعد آج تمہیں دیکھا اور بس۔ سب کچھ دھواں بن کر اڑ گیا۔ مجھے پتا چل گیا تھا تم بھی شادی اٹینڈ کرنے آئی ہو مگر میں کوشش کے باوجود تمہیں دیکھ نہیں پایا۔ پھر جب سب مہندی لے کر آ رہے تھے تو میں وہاں کھڑا ہو گیا۔ میرا خیال تھا تم اب تو نظر آؤ گی مگر تم نظر نہیں آئیں۔ میں نے ایک ایک چہرے کو دیکھا تھا۔ تم اندر کیسے چلی گئی تھیں۔؟''

''لان سے گزر کر۔'' اس نے گہرا سانس لیا۔

''ہاں مجھے اس کا خیال آیا تھا اور میں وہاں گیا تھا مگر تم نظر نہیں آئیں میرا دل چاہا تھا میں کہیں بھاگ جاؤں پھر میں نے تمہیں ہال میں دیکھا تھا ثمین کے پاس۔ مجھے لگا تھا کسی نے مجھے زندگی بخش دی ہے اور پھر میں نے تمہیں وہاں اپنے کمرے میں دیکھا اور میرا دل چاہا تھا جنید مر جائے وہ یہاں کیوں کھڑا تھا۔ میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا اور میں بات نہیں کر سکتا تھا۔ تم نے کبھی الوژن زدہ دیکھے ہیں موی؟ میں ڈیڑھ سال سے الوژنز کے حصار میں ہوں اور ابھی جو یہاں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں تو مجھے لگتا ہے میں پھر کسی الوژن کے ساتھ چل رہا ہوں۔''

You think that I don't even mean

A single word I say

It's only words And words are all I have

To take your heart away

اسٹیریو کی آواز اب دور ہو چکی تھی مگر وہ اب بھی لفظوں کو سن سکتی تھی۔ وہ رک گئی۔ بارش تیز ہو چکی تھی۔ وہ دونوں بری طرح بھیگ چکے تھے۔

''ثمین؟'' اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

''وہ سمجھ جائے گی ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزارنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا جو کسی دوسرے سے محبت کرتا ہو۔ وہ جانتی ہے، میں کس سے محبت کرتا ہوں۔ پہلے تو شاید میں اس سے شادی کر لیتا مگر اب نہیں۔ سب کچھ جاننے کے بعد نہیں۔''

اس نے مڑ کر گیٹ کی طرف دیکھا تھا پھر اس نے گیٹ کی طرف قدم بڑھا دیا۔

''میں نے طوطوں کے پنجرے کی جالی بدلوا دی تھی۔ اب اگر تم انہیں دیکھو میرا مطلب ہے روز تو وہ تمہاری انگلی کو کاٹ نہیں سکیں گے۔''

اس نے مڑ کر ولید کو دیکھا۔

Talk in ever lasting words

And dedicate them all to me

And I will give you all my life

I'm here if you should call to me

اسٹیریو پر بجنے والا نمبر ختم ہو گیا۔ چاروں طرف عجیب سا سناٹا پھیل گیا۔ بارش کے قطرے گرنے کی آواز اس خاموشی کو توڑ رہی تھی۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی، پھر ولید نے اسے مسکراتے دیکھا تھا۔ وہ ایک قدم چل کر اس کے پاس آئی تھی۔ پاس آ کر اس نے اپنی بند مٹھی اس کے سامنے کر کے کھول دی۔ چیونگم کی ایک اسٹک ریپر سمیت ٹیڑھی میڑھی حالت میں اس کی مٹھی میں دبی ہوئی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ لہرائی۔ اس نے چیونگم اٹھا لی۔ موی نے اسے کہتے سنا۔

''یہ دنیا کی سب سے قیمتی چیونگم ہے۔'' وہ تیزی سے گیٹ کھول کر اندر آ گئی تھی۔ وہ وہیں باہر کھڑا چاروں طرف پھیلی ہوئی خاموشی اور بارش

کے قطروں کی آواز کو محسوس کرتا رہا۔

اس نے کلائی سے رسٹ واچ اتار کر وقت دیکھا تھا۔ نو بج کر سینتیس منٹ ہوئے تھے۔ اس نے گھڑی کو اسی وقت پر روک دیا۔ ٹشو نکال کر اس نے چیونگم اور گھڑی دونوں کو اس میں لپیٹ کر جیب میں رکھ لیا۔ ایک گہری سانس لے کر دونوں ہاتھوں سے گیلے بالوں کو ماتھے سے پیچھے ہٹاتے ہوئے اس نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا تھا۔ وہاں مکمل تاریکی تھی۔ بارش کے قطرے اس کے چہرے پر گرنے لگے۔ اس نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

''میرے علاوہ کسی کو آج یہ آسمان روشن نظر نہیں آ رہا ہوگا۔'' اس نے واپس جاتے ہوئے سوچا۔

''ہاں یا پھر......'' اس کی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہو گئی تھی۔

